بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا

حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فقیہ عصر حضرت قبلہ

الحاج مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مکتبہ صبح نور

جامعہ امین العلوم [illegible] فیصل آباد

041-730834

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

یَآ یُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا

حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف

فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم

ناشر: مکتبہ صُبحِ نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء فیصل آباد فون: 34-730833

جامعہ تبلیغ الاسلام مفتی آباد شاہکوٹ روڈ نزد کھڑیانوالہ فیصل آباد

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

نام کتاب — حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف — حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اشاعت — دوم

کمپیوٹر کمپوزنگ — صبح نور کمپیوٹرز

ناشر: مکتبہ صبحِ نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضرا فیصل آباد فون: 730833-34

جامعہ تبلیغ الاسلام مفتی آباد شاہکوٹ روڈ نزد کھڑیانوالہ فیصل آباد

قیمت ....

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہٖ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین۔ اما بعد!

موجودہ دور میں یہ مسئلہ معرکۃ الآرا بنا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں یا کہ نہیں۔ کچھ حضرات اس پر مُصّر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا ہر حیثیت سے شرک ہے اور کچھ حضرات کا نظریہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عطاء الٰہی حاضر و ناظر ماننا بے شک شرک ہے نا قابلِ معافی جرم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اذن اور عطا سے حاضر و ناظر ماننا ہرگز شرک نہیں ہے بلکہ یہ اکابرِ اہل سنت کا عقیدہ اور نظریہ ہے، اور اس کا انکار کرنا شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھٹانے کے زمرہ میں آتا ہے جو کہ نا قابلِ معافی

جرم اور یہودیوں کا کردار ہے کیونکہ یہودیوں کا عقیدہ تھا یـد اللہ مغلولۃ اللہ تعالیٰ کے پاس سب کچھ ہے لیکن وہ کسی کو دیتا نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ کی سخت تردید فرمائی: بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاءُ اللہ تعالیٰ جس کو جو چاہے عطا کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ماننے والوں سے کرے۔

وما ذٰلك على الله بعزيز۔

سبب تالیف

گذشتہ ماہ فروری ۱۹۹۸ء کے اخبارات مثلاً

(۱) نوائے وقت (۲) خبریں

(۳) ندائے ملت (۴) قومی اخبار، کراچی

وغیرہ میں مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی:

لاڑکانہ (ن ر) وارہ میں بدھ کے روز دو افراد میں اس بات پر مناظرہ ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ حاضر و ناظر اور مختار نبی ہیں جس پر ایک شخص نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا دونوں دیہاتیوں میں یہ شرط لگ گئی کہ آگ میں کود جاتے ہیں جو سچا ہوگا وہ آگ سے محفوظ رہے گا۔

چنانچہ محمد پناہ ٹوٹانی شخص حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھتا ہوا دوسرے شخص کے ساتھ آگ میں کود پڑا تاہم خدا تعالیٰ کی قدرت اور درود پاک کی برکت سے محمد پناہ ٹوٹانی صحیح سلامت رہا

جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ ماننے والا دیہاتی بارون بری طرح جھلس گیا اسے ہسپتال میں داخل کرادیا گیا ہے۔

سینکڑوں افراد نے یہ منظر دیکھا اور ان پر رقت طاری ہوگئی۔

یہ خبر پڑھ کر خیال گزرا کہ عام مسلمان چونکہ حاضر و ناظر کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکتے اسلیئے عام مسلمانوں کی بھلائی اور خیر خواہی کیلئے حاضر و ناظر کا صحیح مفہوم مع دلائل پیش کیا جائے تاکہ وہ شان الوہیت اور شانِ رسالت و نبوت کو صحیح سمجھ سکیں۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ ونبیہٖ ورسولہٖ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

(روزنامہ نوائے وقت کا عکس ملاحظہ ہو)

مسلسل اشاعت کے 57 سال

DAILY NAWA-I-WAQT
RAWALPINDI
ISLAMABAD

روزنامہ
بانی حمید نظامی مرحوم

نوائے وقت
راولپنڈی / اسلام آباد

راولپنڈی / اسلام آباد، لاہور، کراچی اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

SATURDAY, FEBRUARY, 14, 1998

شمارہ	رجسٹرڈ نمبر	صفحات	قیمت		جلد
218	ایس ایل آر 003	14	7 روپے	16 شوال 1418 14 فروری 1998 2 ماگھ 2054 ب فون راولپنڈی 77-562675 اسلام آباد 44-202641	44

نبی کریم کو حاضر و ناظر اور مختار ماننے والا آگ سے بچ نکلا مخالف جھلس گیا

لاڑکانہ کے دو دیہاتیوں نے ان مسائل پر شرط لگائی اور پھر دونوں نے آگ میں کودنے کا فیصلہ کیا

محمد پناہ ٹوٹانی درود و سلام پڑھتا ہوا مخالف شخص کے ساتھ آگ میں کود پڑا

لاڑکانہ (ن ر) ادارہ میں بدھ کے روز دو افراد میں اس بات پر مناظرہ ہو گیا کہ حضور اکرم حاضر و ناظر اور نبی مختار ہیں جس پر ایک شخص نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا دونوں دیہاتیوں میں یہ شرط لگ گئی کہ آگ میں کود جاتے ہیں جو سچا ہو گا وہ آگ سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ محمد پناہ ٹوٹانی نامی شخص حضور پر درود

بقیہ نمبر 21 صفحہ 7 پر

بقیہ 21 — حاضر و ناظر

سلام پڑھتا ہوا دوسرے شخص کے ساتھ آگ میں کود پڑا تاہم خدا کی قدرت اور درود پاک کی برکت سے محمد پناہ ٹوٹانی صحیح سلامت رہا جبکہ نبی پاک کو حاضر و ناظر نہ ماننے والا دیہاتی بری طرح جھلس گیا اسے ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ سینکڑوں افراد نے یہ منظر دیکھا اور ان پر رقت طاری ہو گئی۔

مسئلہ حاضر وناظر کو ایک مقدمہ اور سات فصلوں پر تقسیم کیا گیا ہے تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

مقدمہ

بطور تمہید چند باتیں

(۱)

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ ذات میں صفات میں افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت ذاتی ہے، قدیم ہے، مستقل ہے، غیر محدود ہے۔ اور مخلوق کی ہر صفت عطائی ہے، حادث ہے، محدود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت عطائی نہیں ہوسکتی اور مخلوق کی کوئی صفت ذاتی نہیں ہوسکتی اور یہ وہ بنیاد ہے جس پر توحید کا مضبوط محل قائم ہے اور یہ وہ حدِ فاصل ہے جس سے انسان کفروشرک سے بچ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ غیب دان ہے تو بالذات اور نبی علیہم السلام یا ولی غیب دان ہیں تو اللہ کی عطا سے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ سمیع وبصیر

ہے تو بالذات انہ' ھو السمیع البصیر اور بندہ سمیع وبصیر
ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے فجعلناہ سمیعاً بصیراً یعنی
بندے کو ہم نے سمیع وبصیر بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ تصرف کرتا ہے تو بالذات ولی، نبی تصرف کرتے
ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔ اللہ تعالیٰ اندھوں اور کوڑھوں کو
تندرست کرتا ہے تو بالذات اور اللہ تعالیٰ کا نبی اندھوں کو اور کوڑھ
والوں کو تندرست کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔ اللہ تعالیٰ
مردوں کو زندہ کرتا ہے تو بالذات اور اللہ تعالیٰ کا نبی علیہ السلام
مردوں کو زندہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔

وابری الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ
باذن اللہ۔ (قران مجید)

اللہ تعالیٰ حاضر وناضر ہے تو بالذات اور اللہ تعالیٰ کے نبی
حاضر وناضر ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔

انا ارسلناک شاھداً۔

(۲)

اسی مشارکت سے شرک لازم نہیں آتا۔ قرآن مجید میں
ہے: ان اللہ بالناس لرؤف رحیم۔ (قران مجید)
یعنی اللہ تعالیٰ رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے۔ اور اپنے
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق فرمایا: وبالمؤمنین
رؤف رحیم۔ (قران مجید)
یعنی میرا حبیب رؤف بھی ہے اور رحیم بھی۔

اللہ تعالیٰ بھی سمیع وبصیر ہے: انہ' ھو السمیع
البصیر اور بندہ بھی سمیع وبصیر ہے: فجعلناہ سمیعاً
بصیراً۔ (قرآن مجید)

کیونکہ اللہ تعالیٰ رؤف ورحیم ہے تو بالذات اور نبی اکرم
حبیب مکرم ﷺ رؤف ورحیم ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔

مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ ہمیشہ اس فرق کا لحاظ
رکھیں۔ ورنہ شرک کے مرتکب ہوں گے یا پھر کفر میں مبتلا ہو

جائیں گے۔ کیونکہ مخلوق میں سے کسی کیلئے بھی کوئی صفت مستقل اور ذاتی مان لی جائے تو یہ سراسر شرک ہے اور ناقابل معافی جرم ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ ان اللّٰہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشآء اور اگر حبیب خدا سیّد انبیا ﷺ کی کسی بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صفت کا انکار کیا جائے تو یہ بوجہ گستاخی کفر ہے۔

گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

اللہ تعالیٰ توحید و رسالت کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بھی سمجھ عطا کرے جو توحید کی آڑ میں شانِ نبوت و رسالت میں بے ادبی کے مرتکب ہو کر ایمان ضائع کر بیٹھتے ہیں۔

واللّٰہ تعالیٰ الھادی الی الصراط المستقیم

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہٖ سیّد الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

(فصل اوّل)

حاضر و ناظر کا مفہوم

حاضر و ناظر کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم نبی محترم ﷺ سے بُعد اور دُوریاں اُٹھادی ہیں لہٰذا سارا جہاں زمین و آسمان عرش و کرسی لوح و قلم ملک و ملکوت سب کا سب جانِ جہاں ﷺ کے سامنے پیش نظر ہے کوئی چیز آپ ﷺ سے دور اور محجوب نہیں۔ رسول کریم رحمۃ للعلمین ﷺ مثلِ کفِ دست سب کچھ دیکھ رہے ہیں جیسے کہ آئندہ صفحات میں آپ پڑھ لیں گے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سیّد العلمین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

(فصل دوم)

حاضر وناظر کا ثبوت قرآن وحدیث سے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

یا یھا النبی انا ارسلنك شاهداً۔

(قرآن مجید، سورۂ احزاب)

اے پیارے نبی ہم نے آپ کو شاھد بنا کر بھیجا۔

قابل غور بات ہے کہ لفظ شاہد یا تو شھود سے مشتق ہے یا مشاہدہ سے۔اگر شھود سے مشتق مانا جائے تو اس کا معنی ہوگا حاضر اور اگر مشاہدہ سے مشتق مانا جائے تو معنی ہوگا ناظر۔

بعض حضرات کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کو حاضر وناظر ہرگز نہیں مانیں گے۔ہم شاہد کا معنی کرتے ہیں گواہ لہٰذا معنی یہ ہوگا اے نبی ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے نہ کہ حاضر وناظر۔

تنبیہ:

ایسے بعض حضرات کی قسمت ہی ایسی ہوتی ہے کہ شب وروز رحمتِ کائنات ﷺ کی شان گھٹانے میں اور عیب جوئی میں لگے رہتے ہیں۔مندرجہ ذیل واقعہ پڑھیں اور اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

واقعہ:

مولانا سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے استاد گرامی قدر مولانا سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سید دوعالم ﷺ کی زیارت کرائی تھی وہ یوں کہ میں راولپنڈی کے ایک دینی مدرسہ میں پڑھتا تھا وہاں کا استاد بہت گستاخ تھا وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی شان میں ایسی باتیں کہہ جاتا تھا جن باتوں کو لکھتے ہوئے قلم لرز جاتا ہے۔مولانا سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب نے فرمایا میں نے یہ سارا واقعہ گولڑہ شریف میں حاضر ہو

کر حضرت بابو جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو
آپ نے فرمایا اگر ایمان بچانا ہے تو اس مدرسہ کو چھوڑ دو میں نے
پوچھا کہ پھر میں کدھر جاؤں تو بابو جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ
ملتان شریف میں علامہ کاظمی شاہ صاحب کے مدرسہ میں چلے
جائیں اور وہیں جا کر پڑھیں چنانچہ میں جب ملتان شریف حاضر
ہوا تو حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب نے حالات پوچھ کر فرمایا
اچھا ہوا کہ ایمان بچا کر نکل آئے۔ مولانا غلام جیلانی شاہ
صاحب فرماتے ہیں میں نے پوچھا وہاں کونسی بات تھی کہ میرا
ایمان ضائع ہو جاتا حضرت کاظمی شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم
لوگ حضور ﷺ کے کمالات بیان کرتے ہیں اور وہ بے ادب
لوگ کوشش کرتے ہیں کہ سرکار نبی کریم ﷺ میں نقص اور عیب
ڈھونڈ نکالیں (العیاذ باللہ) بتاؤ تمہیں حضور نبی کریم ﷺ کے
کمالات پسند ہیں یا آپ پر عیب وافترا پسند ہے میں نے کہا مجھے تو
کمالات پسند ہیں اس پر غزالی زماں نے فرمایا آج رات تم سو

گے تو انشاء اللہ تمہیں سیّد الانبیاء ﷺ کی زیارت نصیب ہو گی
سرکار خود کرم فرمائینگے تو خود حضور سے ﷺ پوچھ لینا کہ کہاں
پڑھنا بہتر ہے۔ سید غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے کہ میں جب
سویا تو اسی رات حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا سرکار
ﷺ نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی: اچھا ہوا تم اس مدرسہ میں
آ گئے تمہارا ایمان بچ گیا۔ یہ سن کر میں نے خواب ہی میں عرض کیا
حضور وہاں (پہلے مدرسہ میں) کونسی خرابی تھی جس سے میرا ایمان
ضائع ہو جاتا اس پر سرکار ﷺ نے فرمایا وہ لوگ مجھ میں عیب
ڈھونڈتے اور نقص تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور
(حضرت غزالی زماں) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جبکہ یہ لوگ
میرے کمالات تلاش کرتے اور بیان کرتے رہتے ہیں بتاؤ تمہیں
میرے کمالات سننا پسند ہیں یا عیب سننا میں نے عرض کیا حضور
مجھے آپ کے کمالات پسند ہیں۔ سید غلام جیلانی شاہ صاحب
نے فرمایا جب میں غزالی زماں (علامہ کاظمی شاہ صاحب) کے

پاس سبق پڑھنے کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا رات والے
خواب کا حال سناؤ۔ میں نے سارا خواب بیان کیا تو بہت خوش
ہوئے اور مجھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پر مبارکباد دی اور فرمایا میں
نے بھی تو یہی بتایا تھا۔

(ماہنامہ السعید ملتان ماہِ شوال ۱۴۱۸ھ فروری ۱۹۹۸ء)

واقعہ مذکورہ کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ
کے پیارے حبیب رحمتِ کائنات سیّدالعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ
تعالیٰ نے پیدا ہی مُحَمَّد (۱) یعنی بے عیب پیدا کیا ہے، اس
ذاتِ بابرکات میں زندگی بھر نقص اور عیب تلاش کرتے رہتے ہیں
وہ کب شاہد کا معنی حاضر و ناظر مانیں گے۔ پھر ان سے سوال ہے
کہ تم شاہد کا معنی گواہ کر کے بھی کہیں جا نہیں سکتے کیونکہ گواہ وہ ہوتا
ہے جو دیکھی ہوئی چیز کی گواہی دے بن دیکھی بات کی گواہی تو دنیا

(۱) نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی سمجھنے کیلئے کتاب ''عظمتِ نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کا
مطالعہ کریں۔

کی عدالتیں بھی نہیں مانتیں تو اللہ تعالیٰ کے دربار بن دیکھی گواہی
کیسے چل سکتی ہے۔

لھٰذا ویکون الرسول علیکم شہیداً کے
مطابق ماننا پڑے گا کہ حبیبِ خدا سیّد انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر امتی کو دیکھ
رہے ہیں جبھی تو قیامت کے دن ہر ایک گواہی دیں گے۔

گواہی کے متعلق اقوالِ اکابر

(۱)

بحر رائق میں ہے: ان الشهادة اسم من
الشهادة وهی الطلاع علی الشیء عیاناً فاشترط
فی الاداء ماینبی عن المشاهدة۔

(بحر رائق ص:۵۵ ج:۷ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

یعنی شہادت اسم ہے جو کہ مشاہدہ سے بنا ہے اور مشاہدہ
کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھ کر مطلع ہونے کا نام ہے اسی لیے
شہادت کی ادائیگی میں مشاہدہ سے خبر دینے کی شرط لگائی گئی ہے۔

(۲)

نہایہ میں ہے: واصل الشہادۃ الاخبار بما شاھدہ وشھدہ۔ (نہایہ ابن اثیر ص: ۵۱۴ ج: ۲)

گواہی میں اصل یہ ہے کہ جس چیز کا مشاہدہ کیا ہو اور اس پر حاضر ہوا ہو اس کی خبر دینا۔

(۳)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا قول:

مشاہدہ کے بغیر شرعاً شہادت جائز نہیں۔

(افاضات یومیہ ص: ۲۸۱ ج: ۲)

(۴)

مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی کا قول:

شہادت گواہی دینا شریعت میں کسی حال کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو اٹکل اور گمان سے نہ ہو بلکہ چشم دید

ہو۔ (صبح نوری ص: ۲۸۶ ج: ۲)

(۵)

درسِ قرآن کا حوالہ: گواہ کو شاہد اور شہید اسلیئے کہا جاتا ہے کہ وہ خاص امر واقعہ میں موجود ہوتا ہے اور اس سے پوری طرح باخبر ہوتا ہے۔ (درسِ قرآن ص: ۵۴۴ ج: ۱)

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنے حبیب رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا کرے تو سارے جھگڑے ہی ختم ہو جائیں۔

وھو الموفق ونعم الوکیل۔

(۶)

مسلک دیوبند کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن کا قول:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے امتیوں کے حالات سے پوری طرح واقف ہیں ان کی صداقت وعدالت کے گواہ ہوں گے۔ (تفسیر عثمانی ص: ۲۷)

اللہ تعالیٰ ہمیں مان لینے والوں میں سے کرے۔

اپیل

اے میرے مسلمان بھائی وہ تو نہیں مانیں گے لیکن تُو تو مان جا تاکہ تُو دوزخ کی آگ سے بچ جائے - جیسے کہ عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) محمد پناہ ٹو ٹانی آگ سے بچ گیا۔

اللّٰھم اھدنا واجعلنا من المھتدین۔

اور اگر تجھے ہمارے ترجمہ پر اعتبار نہیں تو ہم اکابر کے اقوالِ مبارکہ پیش کیے دیتے ہیں تاکہ دل مطمئن ہوجائے۔

(۱)

یاایھاالنبی انا ارسلنک شاھداً۔ یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے نبی ہم نے آپ کو بھیجا حاضر وناظر۔ (کنز الایمان)

(۲)

حضرت شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا: انا ارسلنک شاھداً۔ معنی عالم وحاضر بحالِ امت

وتصدیق وتکذیب ونجات وہلاک ایشاں۔

(مدارج النبوۃ ص: ۲۶۰)

یعنی انا ارسلنک شاھداً۔ میں شاہد کا معنی ہے امت کے احوال کو جاننے والے اور حاضر اور امت کی تصدیق وتکذیب اور نجات وہلاکت کا مشاہدہ فرمانے والے۔

(۳)

عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

درنظر بودش مقامات العباد

لاجرم نامش خُدا شاہد نہاد

(مثنوی شریف دفتر ششم ص: ۶۸)

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں سب بندوں کے مقامات ہیں۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام مبارک شاہد رکھا ہے۔

(۴)

مفسرِ قرآن سیّدی سیّد محمود آلوسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

يا ايها النبى انا ارسلناك شاهداً على من
بعثت اليهم تراقب احوالهم وتشاهد اعمالهم
وتتحمل عنهم الشهادة بما صدرمنهم من
التصديق والتكذيب وسائر ماهم عليه من
الهدىٰ والضلالة۔ (تفسیر روح المعانی ص:۴۵ ج:۲۲)

اے پیارے نبی ہم نے آپ کو امت پر شاہد بنا کر بھیجا
ہے کہ آپ امت کے احوال کی نگرانی فرماتے ہیں اور ان کے
عملوں کو دیکھتے ہیں اور امت کے احوال مثلاً تصدیق وتکذیب،
ہدایت وگمراہی وغیرہ اعمال کی گواہی دیں گے۔

باقی لفظ شاہد کے معنی کے متعلق آپ تیسری فصل میں مزید حوالہ
جات پڑھ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ مان لینے کی توفیق عطا کرے۔

وهو حسبنا ونعم الوكيل وصلى الله تعالىٰ
علىٰ حبيبه سيد المرسلين وعلىٰ آله واصحابه
اجمعين۔

آیت نمبر ۲

النبى اولىٰ بالمؤمنين من انفسهم۔

(سورۂ احزاب پارہ نمبر ۲۱)

یعنی رسول اللہ ﷺ ایمان والوں کے ساتھ ان کی
جانوں سے بھی قریب تر ہیں۔

اور ظاہر بات ہے کہ جو قریب ہوتا ہے وہ حاضر بھی ہوتا
ہے اور ناظر بھی اور یہی بات بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی
صاحب نے بھی کہی ہے۔

چنانچہ تحذیر الناس میں ہے:

النبى اولىٰ بالمؤمنين من انفسهم۔
صلہ من انفسهم کو دیکھیے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے
کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل
ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ
اولیٰ بمعنی اقرب ہوا اور اگر بمعنی احب یا اولیٰ

بالتصرف ہو۔ جب بھی یہی بات لازم آئیگی کہ اجیّت اور
الولیت بالتصرف کیلئے اقرب تو وجہ ہوسکتی ہے پر بالعکس نہیں
ہوسکتا۔ (تحذیر الناس ص:۱۰)

حدیث پاک

اخرج الطبرانی عن ابن عمر رضی
اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ
قد رفع لی الدنیا فان انظر الیہا والیٰ ماھو کائن
فیہا الیٰ یوم القیامۃ کانما انظر الیٰ کفی
ہذہ۔ (مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی ص:۲۰۴ ج:۷)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا
میرے سامنے کردی ہے لہٰذا میں ساری دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں
قیامت تک ہونے والا ہے سب کا سب یوں دیکھ رہا ہوں جیسے
اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

اس حدیث پاک سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ

سیّد دو عالم حبیبِ مکرم ﷺ ساری دنیا کے ناظر ہیں۔

دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اپنے حبیب
جانِ دو عالم ﷺ سے دوریاں اٹھا دی ہیں اور ساری دنیا آپ
کے قریب کردی ہے۔ لہٰذا رحمۃ للعلمین ﷺ ساری دنیا کے لیے
حاضر ہیں آپ کے قریب جیسے عرب ویسے ہی عجم، جیسے زمین
ویسے ہی آسمان، جیسے فرش ویسے ہی عرش، جیسے ملک ویسے ہی
ملکوت ہے۔

اللّٰھم صل وسلم وبارك علیٰ النبی
المختار سیّد البرار زین المرسلین الاخیار
وعلیٰ آلہ واصحابہ اولی الایدی والابصار الی
یوم القرار۔

نیز اس حدیثِ پاک میں فانا انظر سے خفیف سا احتمال
ہوسکتا تھا کہ نظر سے مراد علم ہے۔

اس احتمال کو سیّدی علامہ عبدالباقی زرقانی قدس سرہ نے

بند کر دیا اور فرمایا: اشارۃ الی انه نظر حقیقة دفع به احتمال انه ارید بالنظر العلم۔

(زرقانی علی المواہب ص: ۲۰۵ ج: ۷)

یعنی اس حدیثِ پاک میں نظر سے مراد نظر حقیقی یعنی آنکھ کے ساتھ دیکھنا ہے۔ یہ فرما کر مصنف نے اس احتمال کو بند کر دیا کہ نظر سے مراد علم ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسے محقق علماء کو ہماری طرف سے جزاءِ خیر عطا کرے کہ انہوں نے اگر مگر کا راستہ بند کر دیا۔ ورنہ آج کے علماء کچھ کا کچھ کر دیتے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ ورسولہٖ ونبیہٖ سیّد العلمین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

(تیسری فصل)

حاضر و ناظر کے متعلق اکابر کے اقوال مبارکہ

(۱)

شیرِ ربانی حضرت میاں **شیر محمد** صاحب شرقپوری رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ (بے مثل) بشر بھی ہیں لیکن حاضر و ناظر بھی ہیں۔ (انقلابِ حقیقت ص: ۴۷)

فائدہ:

صرف شیر ربانی ہی نہیں بلکہ تمام ولیوں، غوثوں، قطبوں کا، علماء محققین کا یہی عقیدہ ہے کہ نبی اکرم شفیع اعظم ﷺ باذن اللہ حاضر و ناظر ہیں۔

(۲)

چنانچہ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے

فرمایا: وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ درعلماء امت
است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز تو ہم تاویل
دائم وباقیست وبراعمالِ امت حاضروناظر ومرطالبانِ حقیقت
راومتوجہان آنحضرت رامفیض ومربی است۔

(اقرب السبل براخبار الاخیار ص:۱۶۱)

یعنی باوجود اس بات کے کہ امت کے علماء میں اختلاف
ہوتے ہیں اور امت کے بہت سارے مذہب ہیں لیکن اس مسئلہ
میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حقیقی
زندگی مبارکہ کے ساتھ دائم اور باقی ہیں اور امت کے احوال پر
حاضروناظر ہیں۔ اور حقیقت کے طالبان کو اور ان حضرات کو جو
آپ کی طرف متوجہ ہیں ان کو فیض بھی پہنچاتے ہیں اور ان کی
تربیت بھی فرماتے ہیں اور اس میں نہ تو مجاز کا شائبہ ہے اور نہ ہی
تاویل بلکہ تاویل کا وہم بھی نہیں۔

اللّٰھم صلی وسلم وبارك على النبی
المختار سیّد الابرار وعلىٰ آلہٖ واصحابہٖ
الاخیار الى یوم القرار۔

اور سیّدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی
ہیں جن کی شخصیت مسلّم ہے اور ان کو اپنوں اور بیگانوں سب نے
خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

چنانچہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اشرف الجواب
میں لکھتے ہیں۔

چونکہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بڑے محدث ہیں
اسلیئے انہوں نے جو یہ دس قسمیں شفاعت کی لکھی ہیں کسی
حدیث سے معلوم کر کے لکھی ہونگی گو ہم کو وہ حدیث نہیں ملی
مگر چونکہ شیخ کی نظر حدیث میں بہت وسیع ہے اس لیے ان
کا یہ قول قابلِ قبول ہے۔ (اشرف الجواب ص:۱۵۵ ج:۳)

نیز حضرت شیخ المحدثین کے متعلق مولانا اشرف علی

صاحب نے لکھا ہے: بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالتِ غیبت میں روزمرہ ان کو دربارِ نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اسی دولت سے مشرف تھے اور صاحبِ حضوری تھے۔ (افاضاتِ یومیہ ص:۱۰۰ ج:۹)

نیز مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے لکھا ہے: اوّل ما خلق اللہ نوری اور لولاک لما خلقت الافلاک۔ یہ حدیثیں کتب صحاح میں موجود نہیں ہیں مگر شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل ما خلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب ص:۹۸)

لہٰذا اگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول معتبر مانا جاتا ہے اگرچہ حدیث نہ ملے جیسے کہ مندرجہ بالا دونوں دیوبند

کے اکابر نے اقرار کیا ہے تو حضرت شیخ قدس سرہ کا یہ قول مبارک کہ نبی اکرم ﷺ کے حاضر وناظر ہونے میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں کیوں نہ مانا جائے گا مگر تعصب کا کیا علاج۔

اللہ تعالیٰ مان لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللھم صل وسلم وبارك علىٰ حبيبك النبی الكريم وعلىٰ آله واصحابه اجمعين۔

اسی سلسلہ میں کہ سارے ولی، غوث، قطب، ابدال، محققینِ کرام سیّدِ دوعالم نورِ مجسم ﷺ کو حاضر وناظر مانتے ہیں۔ مزید اقوال مبارکہ پیشِ خدمت ہیں پڑھیں اور ایمان مضبوط کریں۔

(۳)

حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی مجددی رحمہ اللہ کا ارشاد مبارک۔ آپ نے فرمایا: درود پاک کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ درودِ پاک پڑھنے والا درود پاک پڑھتے وقت یہ خیال رکھے کہ آپ ﷺ حاضر ہیں اور سن رہے ہیں اور

منتظر و امید وار رہے تا کہ درود پاک کے ذریعہ سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب سے فیض پہنچے۔

(مقاصد السالکین ص:۵۶)

(۴)

شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ
کا ارشاد مبارک: پس باید کہ بندہ ہم چنانکہ حق سبحانہ وتعالیٰ را
پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف مطلع بیند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم را نیز ظاہر و باطن مطلع وحاضر داند۔

(عوارف المعارف منقول از محقق العقائد)

یعنی جیسے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ظاہری و باطنی
احوال پر واقف اور مطلع جانتا ہے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی
اپنے ظاہر و باطنی احوال پر مطلع اور حاضر جانے۔

(۵)

سیّدنا امام ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہ نے

فرمایا: و بعد از تحریر آں چناں معلوم شد کہ حضرت رسالت
خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ با جمع کثیر از مشائخِ امت
خود حاضر اند و ہمیں رسالہ را در دستِ مبارک خود دارند۔

(مکتوبات مجددیہ ص:۲۲ ج:۱)

یعنی رسالہ لکھ لینے کے بعد یوں معلوم ہوا کہ سیّد دو عالم نورِ مجسم
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے مشائخ کرام سمیت حاضر ہیں اور وہی رسالہ
سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارکہ میں ہے۔

اللهم صل وسلم وبارك على النبى
الكريم وعلىٰ آله واصحابه اجمعين۔

(۶)

مولانا عبدالحیؒ لکھنوی کا قول:

السر فى خطاب التشهد ان الحقيقة
المحمدية كانها سارية فى كل وجود
وحاضرة فى باطن كل عبد (السعاية)

یعنی نماز کے قعدہ میں تشہد پڑھتے وقت رسول اکرم حبیبِ
محترم ﷺ کو بصیغۂ خطاب سلام عرض کرنے میں یہ حکمت ہے کہ
حقیقتِ محمدیہ ﷺ ہر وجود میں جاری وساری ہے اور ہر بندے
کے باطن میں حاضر ہے۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ سیدنا محمدٍ و آلہٖ وسلم۔

وصلی اللہ علیٰ نورِ کزو شد نور ہا پیدا
زمین از حبِ او ساکن فلک در عشقِ او شیدا

(۷)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک

فیہ تنبیہ نبیہٖ انہ ﷺ حاضر وناظر فی
ذلک العرض الاکبر۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص:۲۶۴ ج:۲)

یعنی اس میں خبردار کرنے والی تنبیہ ہے کہ رسول اکرم
ﷺ میدانِ حشر میں حاضر وناظر ہیں۔

اللھم صل وسلم وبارک علی النبی

الحسیب اللبیب وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

(۸)

حجۃ الاسلام سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان،

واحضر فی قلبک النبی ﷺ وشخصہ
الکریم وقل السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ
اللہ وبرکاتہٗ۔ (احیاء العلوم ص:۱۷۵)

اے نمازی جب تو قعدہ میں بیٹھے تو تُو اپنے دل میں نبی
اکرم رحمتِ دوعالم ﷺ کو حاضر جان کر کہہ السلام علیک
ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

صلی اللہ تعالیٰ علی النبی المختار وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ الاخیار الیٰ یوم القرار۔

(۹)

حضرت علامہ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانِ ذیشان:

ان شھادتہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ

وسلم مستمرة بموجب حضورہ فی جمیع العوالم امتلاء الکون والمکان والزمان۔ (جواہر البحار ص:١٢٢ ج:٢)

یعنی رسول اللہ ﷺ کی گواہی اس لیے جاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ سب جہانوں میں حاضر وموجود ہیں اور سیّد العٰلمین ﷺ سے کون ومکان اور زمان پُر ہیں۔

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی حبیبک سیّد العٰلمین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

(١٠)

حضرت علامہ **عبدالباقی زرقانی** رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک:

واما الشاهد العالم او المطلع الحاضر۔

(زرقانی علی المواہب ص:١٧٣ ج:٧)

قرآن مجید میں جو نبی اکرم رسولِ معظم ﷺ کو شاہد فرمایا گیا ہے اس کا معنی ہے جاننے والا یا مطلع اور حاضر۔

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیٰ من اتخذته حبیباً فی الدنیا والآخرة۔

(١١)

حضرت خواجہ **ابوالعباس مرسی** قدس سرہ کا ارشاد مبارک:

لو حجب عنی رسول اللّٰہ ﷺ طرفة عین ماعددت نفسی من المسلمین۔

(الحاوی للفتاویٰ ص:٢٤٤ ج:٢)

اگر رسول اکرم ﷺ مجھ سے پلک جھپکنے کی مقدار غائب ہو جائیں تو میں اپنے کو مسلمان ہی نہ سمجھوں۔

نتیجہ:

میں کہیں بھی جاؤں رحمۃ للعٰلمین ﷺ ہر وقت میرے پاس ہوتے ہیں۔

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیه وعلیٰ آلہٖ

واصحابہٖ وسلم۔

(۱۲)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کا فرمان مبارک:

آپ نے ویکون الرسول علیکم شہیداً
کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرِ آنچہ
او مطلع است بنورِ نبوت بر رتبہ ہر متدین کہ در کدام درجہ از
دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابیکہ بداں از ترقی
محجوب ماندہ است کدام است پس اوشناسد گناہاں شمارا
ودرجات ایمان شمارا واعمال نیک وبدشمارا واخلاص ونفاق
شمارا۔ (تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ)

یعنی اے لوگو تم پر تمہارے رسول (ﷺ) قیامت کے
دن اس لیے گواہی دیں گے کہ وہ نورِ نبوت سے ہر پرہیزگار کے
مرتبہ ومقام کو جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ فلاں میرا امتی
کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور یہ کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے

اور یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے فلاں امتی کی ترقی میں فلاں چیز
رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں تمہارے
گناہوں کو اور تمہارے اچھے اور برے عملوں کو بھی جانتے ہیں نیز
وہ تمہارے اخلاص اور تمہارے نفاق کو بھی جانتے ہیں۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

تنبیہ:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کوئی
معمولی ہستی نہیں بلکہ یہ ایسی مسلم شخصیت ہیں کہ سب نے آپ کو
خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

چنانچہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی نے آپ کو مندرجہ
ذیل القاب سے یاد کیا ہے: جناب ہدایت مآب قدوہ ارباب
صدق وصفا زبدۃ اصحاب فنا وبقا سیّد العلماء سند الاصفیاء رحمۃ
اللہ علی العٰلمین وارث الانبیاء والمرسلین مرجع ہر ذلیل وعزیز
مولانا ومرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول بقاء

واعزنا وسائرا لمسلمین بجدہ وعلائہ ۔ (صراط مستقیم ص: ۳۱۴)

(۱۳)

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا دوسرا ارشاد مبارک

چونکہ آنحضرت ﷺ کی ذاتِ مبارکہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے سارے موجودات اور کائنات میں حاضر وشاہد اور موجود حاضر ہے اس لیے نماز پڑھنے والے نمازی کی ذات کے پاس بھی حاضر وشاہد ہے اور سلام کو بصیغۂ خطاب لانا حقیقت میں حضور پرنور ﷺ کے شاہد ومشہود اور حاضر وموجود ہونے کے اعتبار سے ہے۔

(تکمیل الحسنات مترجم ص: ۷)

(۱۴)

حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی:

لافرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاھدتہ

لامتہ ومعرفۃ احوالھم ونیاتھم وعزائھم وخواطرھم وذلک عندہ جلی لاخفابہ۔ (مواہب لدنیہ مع شرحہ للزرقانی ص: ۳۰۵ ج: ۸)

یعنی رحمتِ کائنات ﷺ جیسے اپنی ظاہری زندگی مبارکہ میں امت کو دیکھ رہے تھے اسی طرح بعدِ وصال بھی امت کو دیکھ رہے ہیں اور امت کے احوال کو، نیز امت کی نیتوں اور ارادوں اور امت کے خیالات کو بھی پہچانتے ہیں اور یہ امر سیدالعلمین ﷺ کے سامنے ایسا روشن ہے کہ اس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں۔

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ حبیبک سیدالعلمین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

(۱۵)

علامہ عبدالباقی زرقانی قدس سرہ کارمانِ عالیشان:

قرآنِ پاک میں ہے: وجئنابک شھیداً علیٰ ھولآء اور شہید کا معنی علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے

الذی لایغیب عنه شئی"۔ (زرقانی ص:۱۷۳ ج:۳)

یعنی شہید وہ ہوتا ہے جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو۔

صلی اللہ علی النبی الکریم وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

(۱۶)

نیز علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لانہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید علی امتہ وناظر لماعملوا۔ (زرقانی علی المواہب ص:۱۷۳ ج:۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر حاضر ہیں اور امت کے عملوں کو دیکھ رہے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم وخاتم النبیین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

(۱۷)

عارف باللہ علامہ **نور الدین حلبی** رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان

افروز قول مبارک: وان الذی اراہ ان جسدہ الشریف لا یخلو منہ زمان ولا مکان ولا محل ولا امکان ولا عرش ولا لوح ولا کرسی ولا قلم" ولا بر" ولا بحر" ولا سھل" ولا وعر" ولا برزخ ولا قبر کما اشرنا الیہ ایضاً وانہ امتلا الکون الاعلیٰ کامتلاء الکون الاسفل بہ وکامتلاء قبرہ بہ۔ (جواھر البحار ص:۵ ج:۲)

یعنی ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے نہ کوئی مکان خالی ہے نہ زمان نہ کوئی محل خالی ہے نہ امکان نہ عرش نہ لوح نہ کرسی نہ قلم نہ خشکی خالی ہے نہ دریا نہ نرم زمین خالی ہے نہ سخت نہ برزخ خالی ہے نہ کوئی قبر اور بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے روضہ مقدسہ پُر ہے یوں ہی ملک وملکوت بھی پُر ہیں۔

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی النبی

المختار سيد الابرار وعلى آله الاطهار وصحبه الخيار الى يوم القرار۔

تنبیہ:

یہاں جسدِ مبارک سے جسد عنصری مراد نہیں، بلکہ جسدِ حقیقی مراد ہے جس کو حقیقتِ محمدیہ ﷺ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۱۸)

عارف باللہ محمد بن عثمان میرغنی قدس سرہ کا فرمان ذیشان:

انہ ﷺ یسمعک ویراک ولو کنت بعیداً فانہ یسمع باللّٰہ ویری بہ فلا یخفی علیہ قریب ولا بعید۔ (سعادۃ الدارین ص:۵۰۸)

اے امتی تجھے تیرے آقا رسول کریم ﷺ دیکھ بھی رہے ہیں اور سن بھی رہے ہیں اگرچہ تو مدینہ منورہ سے دور ہے کیونکہ رحمتِ کائنات ﷺ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سنتے اور دیکھتے ہیں

لہٰذا حبیبِ خدا ﷺ پر کوئی قریب یا دور چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

(۱۹)

جب بندہ قبر میں جاتا ہے تو منکر نکیر سوال کرتے ہیں ما کنت تقول فی ہذا الرجل یہ کون ہیں اس پر بعض کہتے ہیں اس سے حاضر فی الذہن کی طرف اشارہ ہے لیکن ہم کہتے ہیں یہاں حاضر فی الذہن کا کوئی راستہ نہیں کیونکہ:

نقول مالذی دعا الی التجوز والعدول عن الحقیقۃ الی ذلک فوجب ان یکون حاضراً بجسدہ الشریف بلا کلام کیونکہ واسم الاشارۃ لا یشاربہ الا الحاضر ہذا ہو الاصل فی حقیقۃ مناہ۔ (جواہر البحار ص:۱۱۶ ج:۲)

یعنی اسم اشارہ سے حاضر چیز کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور یہ اسم اشارہ کا حقیقی معنی ہے تو حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی اختیار کرنا اس کا کون داعیہ ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ سیّد دو عالم ﷺ ہر قبر

میں اپنے جسم مبارک حقیقی کے ساتھ جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

اللّٰھم صل وسلم وبارك على النبي الكريم وعلىٰ اٰله واصحابه اجمعين۔

تنبیہ:

بعض کم ظرف حضرات نے یہ گمان کیا کہ نبی تو ایک ہے اور مرنے والے ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں مثلاً دن کے ۸ بجے دنیا میں دس ہزار فوت ہوئے اور ان کو ان کی قبروں میں دفن کیا گیا تو ایک نبی دس ہزار کی قبر میں بیک وقت کیسے پہنچ سکتے ہیں لہٰذا ایسے حضرات نے ھٰذا کے حقیقی معنی سے عدول کر کے کہہ دیا کہ مافی الذھن کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ نبی کا عکس پیش کیا جاتا ہے یہ سب باتیں اختراعی ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ جان قبض کرنے والا فرشتہ ملک الموت علیہ السلام تو ایک ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے بلکہ قرآن مجید میں بھی ہے:

قل يتوفاكم ملك الموت الذى وكل بكم

یعنی تمہاری جانیں ملک الموت ایک فرشتہ نکالتا ہے اور پھر بے شمار احادیث مبارکہ گواہ ہیں کہ ملک الموت علیہ السلام ہر مرنے والے کے پاس فرشتوں کی دو جماعتوں ① رحمت والے ② عذاب والوں کے سمیت پہنچ جاتے ہیں تو یہاں پر یہ سوال ہے کہ مثلاً دن کے آٹھ بجے پوری دنیا میں افریقہ، امریکہ، جاپان، ہالینڈ، پولینڈ، صومالیہ، شام، مصر، کوریا، انڈونیشیا، پاکستان، افغانستان، روس، چین وغیرہ ہیں دس ہزار انسان فوت ہوئے تو ایک فرشتہ بیک وقت سب کے پاس پہنچ کر سب کی جانیں کیسے قبض کر لیتا ہے لہٰذا اگر ایک فرشتہ پوری دنیا میں بیک وقت دس ہزار کے پاس پہنچ کر دس ہزار کی جانیں نکال سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب جن کا مرتبہ ومقام ساری خدائی سے اونچا ہے وہ بیک وقت دس ہزار کی قبروں میں کیوں نہیں پہنچ سکتے۔

الحاصل حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی لینا اس کی کوئی وجہ نہیں۔ اس پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک جو کہ صفحہ ۶۴ پر

درج ہے پڑھ کر اپنا نظریہ درست کرلیں۔

اللہ تعالیٰ مان لینے کی توفیق عطا کرے۔

(۲۰)

حضرت خواجہ **شیخ محمد نبیرہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی** کا

فرمان ذیشان: بلکہ در وقت تلاوت و در ہمہ خیر بمراقبہ پیر، یا
مرشد مشغول شود یعنی وی را حاضر و ناظر داند۔

(آداب الطالبین ص: ۷)

یعنی مرید کو چاہیے کہ تلاوت کرتے وقت اور ہر نیک کام
کرتے وقت مراقبہ پیر یا مرشد میں مشغول رہے یعنی پیر و مرشد کو
حاضر و ناظر جانے۔

(۲۱)

علامہ **ابن حجر** رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارکہ:

قال ثم رایت ابن العربی صرح بما

ذکرتہ من انہ لا یمتنع رویۃ ذات النبی ﷺ
بروحہ وجسدہ لانہ سائر الانبیاء احیاء ردت
الیھم ارواحھم بعد ماقبضوا واذن لھم فی
الخروج من قبورھم والتصرف فی الملکوت
العلوی والسفلی ولا مانع من ان یراہ
کثیرون فی وقت واحد کالشمس۔

(سعادۃ الدارین ص: ۴۲۲)

یعنی پھر اس کے بعد میں نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی
تصریح دیکھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی روح اور جسم مبارک کے
ساتھ زیارت کرنا ممتنع (ممنوع) نہیں ہے، کیوں کہ رسول
اکرم ﷺ بلکہ سارے نبی علیہم السلام زندہ ہیں ان کی روحیں قبض
کیے جانے کے بعد ان کو واپس کر دی گئی ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے مزارات مبارکہ سے
نکل کر ملک و ملکوت میں تصرف کریں اور یہ بھی محال نہیں کہ ان کی

بیک وقت بہت سارے لوگ زیارت کرسکیں جیسے سورج کو بیک
وقت بہت سارے لوگ دیکھ سکتے ہیں۔

(۲۲)

عارف باللہ **شیخ احمد** قدس سرہ کا ارشاد مبارک:

واذا ادعى جماعة من الناس فى
امكنة متباعدة روية ﷺ يقضة فى ان واحد
وهم من اهل الخير والصلاح فانهم يصدقون
فى ذلك لانه ﷺ كالشمس فى الوجود
فكما ان الشمس يراها الذى بالمشرق
والمغرب وغيرهما فى آن واحد فكذلك هو
ﷺ۔ (سعادۃ الدارین ص:۴۴۲)

یعنی جب کہ متقی اور پرہیزگار لوگوں کی ایک جماعت دور
دور جگھوں سے یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم نے بیداری کی حالت میں
ایک ہی وقت میں رسول اکرم ﷺ کو دیکھا ہے تو ان کی یہ بات

قابلِ تسلیم ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ اس کون ومکان میں سورج
کی طرح ہیں تو جیسے کہ سورج کو ایک شخص مشرق میں دیکھتا ہے اور
بعینہ اسی گھڑی دوسرا شخص مغرب میں دیکھتا ہے اسی طرح رسول
اللہ ﷺ کو بیک وقت مشرق ومغرب میں دیکھا جاسکتا ہے۔

تنبیہ:

یہ بھی یاد رہے کہ سورج کرۂ ارض سے بدرجہا بڑا ہے اسی
لیے ہر جگہ سے مشرق ومغرب سے شمال وجنوب سے ایک ہی جیسا
دیکھا جاسکتا ہے یوں ہی سیّد العلمین ﷺ کا جسدِ حقیقی کون
ومکان سے فرش وعرش سے لوح وقلم سے بدرجہا بڑا ہے اسی لیے
مشرق ومغرب سے شمال وجنوب سے بیک وقت زیارت کی
جاسکتی ہے لیکن فرق ہے کہ سورج بعید ہے اور حبیبِ کبریا ﷺ
قریب ہیں۔
النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم۔ یہ بھی
فرق ہے کہ آفتاب فلک پر سراپا جلال ہے اس میں حدت ہے

گرمی ہے یہ قریب آجائے تو جلادے لیکن آفتابِ رسالت سراپا
رحمت ہے ان کے قریب ہونے کی وجہ سے راحت مل رہی ہے نیز
یہ بھی فرق ہے کہ آفتاب فلک کے سامنے اگر پردہ آجائے تو وہ
مجحوب و محصور ہو جاتا ہے نظر نہیں آسکتا لیکن آفتابِ نبوت
ورسالت ﷺ کے سامنے ہزاروں پردے آجائیں وہ مجحوب
نہیں ہوسکتا۔

(۲۳)

قال الاجھوری وقد یقال ان مراد
الصوفیۃ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
کالشمس من حیث انہ یراہ کل واحد وان
کان لیس کالشمس من حیث انھا
اذا کانت بمکان محصور تحجب رؤیتھا
عمن بمکان اٰخر بخلافہ ﷺ فانہ لا یحجب
رؤیۃ المکان الذی ھو فیہ ولا غیرہ من

احد خرقا للعادۃ وکرامۃ لہ ﷺ فلیس
کالشمس فی ھذا۔

یعنی علامہ اجھوری نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ صوفیاء کرام کی
مراد یہ ہے کہ سیّد دو عالم ﷺ سورج کی طرح ہیں صرف اس
حیثیت سے کہ آپ ﷺ کی ہر شخص زیارت کرسکتا ہے (خواہ
مشارق ومغارب میں ہو) لیکن اس حیثیت سے سورج کی طرح
نہیں ہیں کہ سورج اگر پس پردہ ہو تو اس کو نہیں دیکھا جاسکتا، لیکن
رسولِ اکرم ﷺ کو پردوں اور حجابات کے پیچھے سے بھی دیکھا جا
سکتا ہے۔ بطور معجزہ اور آپ ﷺ کی کرامت و بزرگی کی وجہ سے
لہٰذا حضور ﷺ اس معاملہ میں سورج کی طرح نہیں ہیں۔

(سعادت الدارین ص: ۴۴۲)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

ہاں دیکھنے والی کی آنکھ میں استعداد ہونی چاہیئے پھر کوئی
چیز پردہ اور حجاب نہیں ہوسکتی جیسا کہ سیّدنا ابو العباس مرسی رحمہ اللہ

نے فرمایا کہ میں ایک لمحہ کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ
دیکھوں تو اپنے آپ کو مسلمان نہ سمجھوں۔

(۲۴)

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی

واذا کان القطب یملاء الکون کما قال
التاج ابن عطاء اللّٰہ فمابالك بالنبی ﷺ۔

(سعادۃ الدارین ص:۴۴۲)

یعنی جب قطب سے کون ومکان پر ہیں جیسے کہ ابن عطاء
اللہ نے فرمایا تو اے مخاطب تیرا سرورِ کون ومکاں ﷺ کے متعلق
کیا خیال ہے۔؟

(۲۵)

سیّدی تاج الدین ابن عطاء اللہ سکندری قدس سرہ کا
ارشاد مبارک: یافلان الرجل الکبیر یملاء الکون

ولو دعی القطب من جحر لاجابه
فاذا کان ھذا حال الرجل الکبیر فسیّد
المرسلین ﷺ اولیٰ۔

یعنی اے مخاطب رجل کبیر (قطب) سے جہان بھرا ہوا
ہے۔ اگر قطب کو کسی سوراخ سے بلایا جائے تو وہ جواب دے گا۔
لہٰذا جب یہ حال قطب کا ہے تو سیّد المرسلین ﷺ سے بطریقِ
اولیٰ جہان پُر ہے۔

اپیل

اے مسلمان بھائی اس فصل سوم اور فصل دوم میں مندرج
آیات اور احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے اقوال کو ایمان کی
نظروں سے پڑھ اور سیّد دو عالم ﷺ کی محبت وعظمت کے پیشِ
نظر خود فیصلہ کر۔

کفیٰ بنفسك الیوم علیك حسیبا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

(فصل چہارم)

سیّد دو عالم نُورِ مجسم ﷺ کے حاضر وناظر ہونے پر عقلی دلائل

رسولِ محترم حبیبِ مکرم شفیعِ اعظم فخرِ آدم و بنی آدم ﷺ کی تین حالتیں ہیں:

(۱) حالتِ بشری (۲) حالتِ ملکی

(۳) حالتِ حقی، یا حقیقتِ محمدیہ۔

تفسیر روح البیان میں ہے: حضرتِ رسالت ﷺ راسہ صورت است یکے بشری کقولہ تعالیٰ انما انا بشر مثلکم دوم ملکی چنانچہ فرمودہ است لست کاحد ابیت عند ربی سوم حقی کما قال لی مع اللہ

وقت لا یسعنیفیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ (روح البیان ص:۳۱۲ سورۂ مریم)

یعنی رسول اکرم ﷺ کی تین حالتیں ہیں، پہلی بشری، جیسے کہ فرمانِ خدا ہے: قل انما انا بشر مثلکم دوسری حالت ملکی ہے کہ سیّد دو عالم ﷺ کا ارشاد پاک: میں تم میں سے کسی جیسا نہیں ہوں میں اپنے رب تعالیٰ کے دربار میں ہوتا ہوں۔

تیسری حالت حقی ہے جیسا کہ فرمایا میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس میں کسی نبی رسول کی گنجائش نہیں ہے۔ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

نیز ارشاد گرامی ہے:

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی۔

(مطالع المسرات، تجلی الیقین ص:۹۷)

یعنی اے میرے یار غار میری حقیقت کو میرے رب تعالیٰ

کے سوا کسی نے پہچانا ہی نہیں۔

اسی حالت حقیقت پر دال ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور سرورِ کون ومکاں ﷺ کے معراج شریف کے بھی تین حصّے ہیں:

۱۔ مسجد حرام سے بیت المقدس تک۔

۲۔ بیت المقدس سے سدرۃ المنتہٰی تک۔

۳۔ سدرۃ المنتہٰی سے لامکاں تک۔

اور سیّد دوعالم ﷺ کے سفر معراج کے ہر حصّہ میں ایک ایک حالت کا ظہور ہوا۔ جب سرورِ کون ومکاں ﷺ کا سفر مبارک مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تھا اسوقت حالتِ بشری ظاہر تھی اور دوسری دونوں حالتیں باطن تھیں۔

اور جب اس سیّد الخلق ﷺ کا سفر مسجدِ اقصیٰ سے شروع ہوا تو اسوقت حالتِ ملکی ظاہر ہوئی پھر جب سدرۃ المنتہٰی سے سفر

مبارک شروع ہوا تو حالتِ حقی ظاہر ہوئی اور یہ وہ سفر تھا:

جبریل (۱) رُکے براق تھکے رفرف بھی آگے جانہ سکے

رب ادن منی حبیبی کہے تیرے قربِ خدا کا کیا کہنا

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب اصل مسئلہ کی طرف آیئے سیّد العٰلمین شفیع المذنبین ﷺ دنیا میں لباسِ بشریت میں تشریف لائے یعنی آپ کی حالت بشری ظاہر تھی لہٰذا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ سب دیکھنے والے حضور ﷺ کو انسانی صورت میں دیکھتے لیکن سرورِ دوعالم ﷺ کا حقیقی وجود مبارک اتنا عظیم ہے کہ سارا جہان کون ومکان، عرش وکرسی، لوح وقلم ان کے سامنے ہیچ ہے۔ (بہت چھوٹا ہے) بلکہ رحمت للعالمین ﷺ کا وجود حقیقی اس جہان میں یوں جاری وساری ہے کہ زمین وآسمان عرش وکرسی سے کوئی چیز حضور ﷺ سے دور اور حجاب میں نہیں۔

جانِ دوعالم نُورِ مجسم ﷺ سارے جہان اور کون ومکان کو مثلِ کفِ دَست دیکھ رہے ہیں اسی لیے قرآن پاک اعلان فرما

(۱) علیہ السلام

رہا ہے: یاأیها النبی انا ارسلنک شاهداً۔ اور یہی مفاد
ہے ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا
فانا انظر الیها والیٰ ما هو کائن فیها الیٰ یوم
القیامة کانما انظر الیٰ کفی هذا۔ اور یہی مفاد ہے
صاحب روح البیان کے اس تفسیری قول کا ابتداً آفرینش سے
لے کر جو کچھ ہوا سب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا۔ آدم علیہ
السلام پیدا ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے سامنے، اور
جو انعامات آدم علیہ السلام پر ہوئے سرکار نے ان کو بھی دیکھا اور
پھر جب جنت سے نکلے اس کو بھی دیکھا پھر جب توبہ قبول ہوئی
اس کو بھی دیکھا ازاں بعد جو واردات آدم علیہ السلام پر وارد ہوئے
انہیں بھی دیکھا نیز جب ابلیس (شیطان) پیدا ہوا اس کو بھی
دیکھا پھر اس کی لمبی عبادتوں اور وفور علم کو بھی دیکھا پھر جب
شیطان نے سجدہ تعظیمی انکار کیا اور اس کے گلے میں لعنت کا طوق
پڑا اس کو بھی دیکھا اور پھر جو انعامات نبیوں، رسولوں پر ہوئے ان

کو بھی دیکھا علےٰ نبینا وعلیهم الصلاۃ والسلام۔

اب اس دعویٰ پر کہ سیّد العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی وجود مبارک
کی عظمت کے سامنے کون ومکاں ہیچ ہیں بزرگانِ دین اولیاء
کاملین کے چند ارشاداتِ مبارکہ بطور شواہد پیش کیے جاتے ہیں۔
وباللہ التوفیق۔

(۱)

حضرت **شیخ ابوالعباس** رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک:

فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدی احمد رفاعی رضی اللہ عنہ
کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تیرا شیخ (پیر) میں نہیں
ہوں بلکہ تیرے شیخ خواجہ عبدالرحیم ہیں اور جب میں حضرت خواجہ
عبدالرحیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا
اے ابوالعباس تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا ہے میں نے عرض کیا
نہیں تو آپ نے حکم دیا کہ بیت المقدس جاؤ تاکہ تو رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لے جب میں نے وہاں سے روانہ ہو کر بیت

المقدس میں قدم رکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ

اذا السماء والارض والعرش والکرسی
مملوۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (الحاوی للفتاوی ص: ۴۴۵ ج: ۲)

یعنی دیکھا کہ زمین و آسمان عرش و کرسی سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پُر ہیں جب یہ دیکھ کر میں واپس خواجہ عبدالرحیم قدس سرہ کی خدمت میں آیا تو آپ نے پوچھا اے ابوالعباس، کیا تو نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا؟ میں نے عرض کیا ہاں دیکھ لیا تو آپ نے فرمایا اب تیری طریقت پوری ہوگئی۔

پھر فرمایا: لم تکن الاقطاب اقطاباً
والاوتاد اوتاداً والاولیاء اولیآء الا بمعرفته علیه
الصلوٰۃ والسلام۔ (الحاوی للفتاوی ص: ۴۴۵ ج: ۲)

یعنی ولی، ولی نہیں بن سکتے اوتاد، اوتاد نہیں بن سکتے اور قطب، قطب نہیں بن سکتے جب تک وہ سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچان لیں۔

(۲)

عارف باللہ حضرت علامہ حلبی اور علامہ نبہانی رحمہما اللہ کے

ارشاداتِ عالیہ: وان الذی اراہ ان جسدہ الشریف
لا یخلوا عنه زمان ولا مکان...... الخ

یعنی ہمارا عقیدہ ہے کہ سیّد دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ شریف سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی مکان نہ زمین نہ آسمان نہ عرش نہ کرسی نہ لوح و قلم بلکہ آپ کے جسدِ شریف سے ملک وملکوت پُر ہیں۔ صلی اللہ علیه وسلم۔

(۳)

خاتمہ المحدثین علامہ سیوطی قدس سرہ کا فرمان مبارک

فاذا اراد اللہ رفع الحجاب عمن
اراد اکرامه برویته راہ علیٰ هیئة التی هو علیها
لا مانع من ذلك ولا داعی الی التخصیص

برویة مثاله۔ (الحاوی للفتاویٰ ص:۵۴۳ ج:۲)

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر زیارتِ مصطفیٰ ﷺ کا انعام کرنا چاہے تو پردہ اٹھا دیتا ہے اور بندہ وہیں سے حضور پُرنور سیّد الکونین ﷺ کو دیکھ لیتا ہے۔

اس امر پر نہ کوئی استحالہ ہے اور نہ ہی اس تخصیص کی ضرورت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی صورت مثالیہ نظر آتی ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم۔

(۴)

شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا

ایک اور ارشاد مبارک: بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقتِ محمدیہ ﷺ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت ﷺ در ذواتِ مصلّیاں موجود وحاضر است پس مصلّی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت

منوّر وفائض گردد۔ (اشعۃ اللمعات ص:۴۰۱ ج:۱)

یعنی بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ تشہد میں السلام علیک ایھا النبی بطور خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ہر ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں جاری وساری ہے۔

لہٰذا سیّد دوعالم ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ اس امر سے آگاہ ہو اور اس شہود (رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ کے حاضر وموجود ہونے) سے غافل نہ ہو، تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے قرب سے اور معرفت کے اسرار سے منور وفائض ہو۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم۔

اب ذرا ایمان کی نظروں سے آگے بھی دیکھیے حضرت جبریل اور حضرت عزرائیل (ملک الموت) کا معاملہ مسئلہ کی وضاحت کے لیے کافی ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا اصلی وجود (جسم پاک) اتنا بڑا ہے کہ آپ کے چھے سو پر ہیں صرف دو پر پھیلائیں تو سارا جہان ان کے نیچے آجائے۔

۵

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

هذا جبريل راه النبي صلى الله عليه واله وسلم وله ستمائة جناح منها جناحان سد الافق۔ (الحاوی للفتاویٰ ص:۳۴۲ ج:۱)

یعنی جبریل علیہ السلام کو سیّد دو عالم ﷺ نے اصلی حالت میں دیکھا کہ اس کے چھے 600 سو میں سے صرف دو پروں سے سارا افق بھرا ہوا ہے۔

اور یہی جبریل علیہ السلام ہیں جن کو حضرت مریم علیہا السلام نے بشری لباس میں دیکھا تو ایک نوجوان انسان نظر آئے فتمثل لها بشرا سویا۔ (قرآن مجید، سورہ مریم)

یعنی جبریل علیہ السلام مریم علیہا السلام کے سامنے پورے انسان کی صورت میں آگئے اور یہی جبریل علیہ السلام ہیں جنہیں صحابہ کرام نے دیکھا تو ایک عام انسان کی صورت میں دیکھا چنانچہ امیر المؤمنین سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دیکھا

رجل شديد يدبياض الثياب شديد سواد الشعر۔ (مشکوٰۃ باب الایمان ص:۱۱)

یعنی ایک مرد دیکھا نہایت سفید لباس ہے اور نہایت سیاہ بال ہیں رسول اکرم ﷺ کے گھٹنوں مبارکہ کے ساتھ گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا اس کے جانے کے بعد حبیبِ خدا ﷺ نے پوچھا اے عمر جانتے ہو کہ یہ کون تھا عرض کیا: اللہ ورسولہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا: اے عمر! یہ جبریل تھے تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔

(۶)

حضرت محمد بن مسلمہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے ایک دن دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد کے کان سے منہ مبارک لگا کر کچھ فرما رہے ہیں۔

میں یہ دیکھ کر آگے چلا گیا، جب واپس آیا عرض کیا:

فمن کان یارسول اللہ قال جبریل۔ (الحاوی للفتاوی ص:۴۵۲ ج:۲)

حضور یہ کون تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبریل تھے۔

(۷)

امّ المؤمنین صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

فرماتی ہیں ایک دن میں نے اپنے حجرہ میں ایک مرد کو دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ من ھذا۔ حضور یہ کون تھا

حضور نے فرمایا: بمن شبهته

اے صدیقہ تو نے کس جیسا دیکھا عرض کیا:

بدحیۃ حضور یہ تو دحیہ صحابی معلوم ہوتے تھے

فرمایا: لقد رایت جبریل۔

(الحاوی للفتاریٰ ص:۴۵۷ ج:۲)

اے صدیقہ یہ دحیہ صحابی نہیں تھے بلکہ تو نے جبریل (علیہ السلام) کو دیکھا ہے۔

یوں ہی حضرت عزرائیل (ملک الموت) علیہ السلام کا اپنا وجود مبارک اتنا عظیم ہے کہ ساری دنیا ان کے سامنے ایک طشت (تھالی) کی طرح ہے وہیں پر ہر مرنے والے کی روح پکڑ لیتے ہیں لیکن اس مرنے والے کے سامنے ایک انسان کی طرح آتے جاتے ہیں۔

(۸)

تفسیر مظہری میں ہے: قال مجاھد قد جعلت

الارض لملك الموت كالطست يتناول من

حيث يشآءُ۔

(تفسیر مظہری ص:۲۷۷ ج:۳ - تفسیر روح البیان ص:۴۵ ج:۳)

یعنی امام مجاہد نے فرمایا کہ ملک الموت کے لیے ساری
زمین ایک طشت (تھالی) کی طرح ہے جہاں سے چاہتے ہیں
روح کو پکڑ لیتے ہیں اور یہی حضرت ملک الموت ہیں۔

ھذا عزرائیل یقبض فی کل ساعۃٍ من
الخلائق فی جمیع العوالم مالا یعلم الا اللّٰہ
وھو یظھر لھم بصور اعمالھم فی مرائی شتی
وکل واحدٍ منھم یشھدہٗ ویبصرہٗ فی صورٍ
مختلفۃٍ۔ (الحاوی للفتاوی ص:۳۴۱ ج:۱)

یعنی ملک الموت علیہ السلام جہان بھر سے ہر گھڑی میں اتنی
سی مخلوق کی جانیں قبض کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے، اور
ملک الموت علیہ السلام مرنے والوں کے سامنے مختلف صورتوں میں

ظاہر ہوتے ہیں اور مرنے والا اس کو مختلف صورتوں میں دیکھتا ہے۔

ایمان والے اس بات پر غور کر کہ جب حضرت جرائیل
علیہ السلام کے سامنے روئے زمین چھ 600 سو پروں میں سے
صرف ایک پر کے نیچے ہو اور حضرت ملک الموت کے سامنے
روئے زمین صرف ایک تھالی کی مانند ہو تو سیّد العلمین ﷺ کے
سامنے زمین و آسمان کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے۔

(۹)

اسی لیے حضرت علامہ حلبی قدس سرہ نے فرمایا:

ومن البراھین علی ذلک ایضاً انہ یجوز و
یمکن ویتعقل ان یجعل اللّٰہ تعالیٰ العوالم
العلویۃ والسفلیۃ بین یدی النبی ﷺ کجعلہ
تعالیٰ الدنیا بین یدی سیدنا عزرائیل فان
الملک الجلیل عزرائیل سئل کیف تقبض
روح رجلین حضرا جلھما معاً احدھما فی

اقصی المشرق والاخر فی اقصی المغرب
فقال ان اللّٰہ تعالیٰ قدزوی لی الدنیا بجمیع
اکوانہا فجعلہا بین یدی کاالقصۃ بین یدی
الاکل اتناول منہا ماشئت۔ (جواہر البحار ص:۱۱۸ج:۲)

یعنی سیّد دو عالم ﷺ کے حاضر وناظر ہونے پر ایک دلیل
یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ملک الموت کے سامنے روئے
زمین کو ایک تھالی کی طرح کردیا ہے ایسے ہی خدا تعالیٰ نے اپنے
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کون ومکان زمین وآسمان
عرش وکرسی کو کردیا ہے یہ امر جائز بھی ہے ممکن بھی ہے اور عقل بھی
اسے تسلیم کرتی ہے۔اس عظیم الشان فرشتے حضرت عزرائیل علیہ
السلام سے پوچھا گیا کہ آپ ان دو مردوں کی روحیں کیسے قبض کر
لیتے ہیں جن کے مرنے کا وقت ایک ہی ہو لیکن ان میں سے ایک
انتہائے مشرق میں ہو اور دوسرا انتہائے مغرب میں ہو تو حضرت
ملک الموت (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری

روئے زمین میرے سامنے یوں کردی ہوئی ہے جیسے کہ کھانے
والے کے سامنے پیالہ ہوتا ہے وہ جہاں سے چاہے لقمہ اٹھالیتا
ہے یوں ہی میں بھی جہاں سے چاہوں روح نکال لیتا ہوں۔

ان مذکورہ بالا شواہد کی روشنی میں اس مومن کے لیے کہ
جس کے سینہ میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی قندیل روشن ہے، پوری
بصیرت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک صاحبِ
لولاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنی مخلوق کی طرف بشری لباس
میں مبعوث فرمایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو اس بشری حالت میں دیکھتے کہ حضور پُر نور ﷺ کا جسم
مبارک ایک انسان کے جسم جتنا ہے لیکن حضور ﷺ کا حقیقی وجود
مبارک کون ومکان سے زمین وآسمان سے عرش وکرسی سے ملک
وملکوت سے بدرجہا بڑا ہے اور اس جہان کی حیثیت حبیبِ خدا
ﷺ کے سامنے اتنی بھی نہیں جتنی کہ انسان کے سامنے ہتھیلی بلکہ

یہ نسبت تو صرف افہام وتفہیم کے لیے ہے ورنہ حضور ﷺ کی
امت کے افراد جب ریاضت ومجاہدہ کرتے کرتے بشریت سے
نکل جاتے ہیں تو یہ جہان ان کے سامنے ہیچ ہوجاتا ہے۔

(١٠)

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ اعظم قدس سرہ نے فرمایا:

نظرت الیٰ بلاد اللہ جمعاً
کخردلةٍ علیٰ حکم التصال

(قصیدہ غوثیہ مبارکہ)

یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے سارے شہروں کو ایسا دیکھا ہے
جیسے کہ رائی کا دانہ ہوتا ہے۔

(١١)

حضرت علی عزیزاں قدس سرہ نے فرمایا: زمین
درنظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست۔ (منقول از خالص الاعتقاد)

یعنی روئے زمین ولیوں کی نظر میں یوں جیسے دسترخوان
ہوتا ہے۔

(١٢)

خواجۂ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین شاہِ نقشبند قدس سرہ کا
ارشاد مبارک: ما مے گویم کہ چوں روئے ناخنیست۔

(خالص الاعتقاد)

یعنی میں کہتا ہوں کہ روئے زمین ولیوں کی نظر میں یوں
جیسے کہ انگلی کا ناخن ہوتا ہے۔

(١٣)

حضرت سیّد عبدالعزیز دباغ قدس سرہ نے فرمایا:

ما السمٰوٰت السبع والارضون السبع فی
نظر العبد المؤمن الا کحلقةٍ ملقاةٍ فی فلاةٍ
من الارض۔ (خالص الاعتقاد)

یعنی ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی نظر میں ایسے ہیں جیسے ایک میدانِ لق ودق میں ایک چھلا پڑا ہو۔

اور جب ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں ولیِ کامل کی نظر میں ایک ناخن جیسے ہیں تو جن کے وسیلہ سے ولایت ملتی ہے ان کی عظمت کا کیا کہنا۔

الحاصل رحمتِ دوعالم نُورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ تعالیٰ حاضر بھی ہیں ناظر بھی - کوئی چیز آپ سے دور نہیں ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیه وعلی آله واصحابه واولیاء امته وعلماء ملته اجمعین وبارك وسلم۔

(فصل پنجم)

حاضر وناظر کے متعلق

مخالفین کے اقوال

(۱)

مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند کا قول:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں سے اتنے قریب ہیں کہ ان کی جانوں کو بھی اتنا قرب حاصل نہیں۔ حضور جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اور جب یہ بات مان لی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانوں سے بھی قریب ہیں تو اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر وناظر ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نظرِ انصاف عطا فرمائے۔

(۲)

مولوی رشید گنگوہی اور مولوی حسین احمد مدنی کا قول:

وہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان
نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگر چہ از شخص شیخ
دور است اما روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم داند ہر
وقت شیخ رابیاد دارد وربطِ قلب پیدا آید وہر دم مستفید بود
وچوں مرید درحل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ رابقلب حاضر آوردہ
بلسانِ حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اورا القا
خواہد کرد۔ (الشہاب الثاقب ص:٦١)

اس عبارت کا ترجمہ امداد السلوم مترجم ہی سے نقل کیا جاتا ہے: مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر مقید نہیں ہے بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگر چہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت دور نہیں جب اس بات کو راسخ کرے اور شیخ کو ہر وقت یاد رکھے تو روحانی تعلق پیدا ہو جائے گا اور ہر آن میں عجیب فائدہ حاصل ہوگا تب مرید ہر وقت عقدہ کشائی میں شیخ کا محتاج ہوگا اور شیخ کو دل سے حاضر کر کے

جب زبان سے پوچھے گا تو یقیناً شیخ کی روح اللہ کے حکم سے اس کو بتلائے گی لیکن اس میں ربطِ تام شرط ہے۔

(امداد السلوک ص:٢٤ مؤلفہ رشید احمد گنگوہی)

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں کہ شیخ (پیر) کو دل سے حاضر جانے۔ مسلمان بھائیوں سے حق وانصاف کے نام پر سوال ہے کہ اگر شیخ کی روح کو حاضر وناظر بلکہ فریاد رس ماننے سے شرک لازم نہیں آتا تو باعثِ ایجادِ عالم نُورِ مجسم ﷺ کا جسدِ انور جو تمام ولیوں، ابدالوں، اوتادوں، قطبوں اور غوثوں کی روح سے بدرجہا لطیف تر ہے چنانچہ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری قدس سرہ نے فرمایا:

ایک تین سو ہوتے ہیں، ایک چالیس ہوتے ہیں اور
ایک تین ہوتے ہیں، اور ایک ایک ہوتا ہے، اس ایک کی
روحانیت سے ستر درجہ نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک لطیف تر
ہے۔ (انقلابِ حقیقت ص:٦٢)

اس کی تفصیل یوں ہے کہ جو تین سو ہوتے ہیں وہ نجبا ہیں، اور جو چالیس ہوتے ہیں وہ ابدال ہیں اور جو تین ہوتے ہیں وہ قطب ہیں اور جو ایک ہوتا ہے وہ غوث ہوتا ہے اور وہ حکومتِ الہیہ کا جہان میں اپنے وقت میں سب سے بڑا افسر ہوتا ہے جیسا کہ الحاوی للفتاویٰ، روض الرّیاحین، فتاویٰ ابنِ حجر ہیتمی مکّی وغیرہا میں ہے باختلاف یسیر اور جب تسلیم ہوا کہ غوث کی روح سے رسول اکرم ﷺ کا جسدِ انور ستر درجے لطیف تر ہے۔ تو اشکال یعنی مومن کے لیے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

والحمد للہ العلی العظیم۔

(۳)

غیر مقلدوں کے مایہ ناز عالم دین نواب صدیق حسن بھوپالی کا قول: وبعض از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقتِ محمدیہ است۔ در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت (ﷺ) در ذواتِ مصلّیاں موجود وحاضر است

پس مصلّی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں مشہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائض گردد۔

(مسک الختام بحوالہ تسکین الخاطر)

خلاصہ عبارت یہ کہ حقیقت محمدیہ جہان کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں جاری وساری اور حضور نمازیوں کی ذات میں موجود وحاضر ہیں۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم۔

(۴)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا قول:

حضرت محمد حضرمی مجذوب کی کرامتوں میں سے یہ کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نمازِ جمعہ بیک وقت پڑھائی ہے اور کئی شہروں میں ایک ہی رات میں شب باش ہوتے تھے۔

(جمال الاولیاء ص: ۱۸۸ مطبع تھانہ بھون)

فائدہ:

اگر ایک ولی کے بیک وقت تیس شہروں میں حاضر ہو جانے اور خطبہ دینے نماز پڑھانے اور کئی کئی (لاتعداد) شہروں میں ایک ہی رات شب باش ہونے سے توحید میں فرق نہیں آتا تو سیّد دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر گھر میں اور ہر قبر میں جلوہ افروز ہونے سے کیوں توحید میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان نصیب فرمائے۔

۵

حضرت محمد شربینی کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند میں تھی اور کچھ بلاد تکرور میں تھی آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ہو آتے اور ان کی ضرورتیں پوری فرماتے تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے

تھے۔ (جمال الاولیاء ص: ۲۰۲ مطبع تھانہ بھون)

تنبیہ:

مولوی اشرف علی تھانوی کے عقیدت مند یہ معمّہ حل کریں کہ حضرت محمد حضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک (شہر کی تیس مسجدوں میں نہیں) بلکہ تیس شہروں میں بیک وقت خطبہ دیا، جمعہ پڑھایا تو تیس شہروں میں خود حضرت حضرمی بنفسِ نفیس تشریف فرما تھے یا صرف ایک شہر میں آپ تھے باقی انتیس شہروں میں آپ کی روح پاک تھی۔ برتقدیر ثانی روح کی اقتدا میں نماز کا حکم کیا ہے۔ نیز حضرت شربینی بیک وقت چار ملکوں میں اپنی چاروں اہل وعیال کے پاس ہوتے تھے۔ یا صرف ایک ملک میں اور باقی تین ملکوں میں آپکی روح مبارک برتقدیرِ ثانی اولاد کیسے ہوئی اور اگر پہلی صورت تھی یعنی حضرت حضرمی (رحمۃ اللہ علیہ) ہی نے خود جمعہ پڑھایا اور حضرت شربینی ہی چار ملکوں میں خود جلوہ افروز تھے تو "چشمِ ماروشن دلِ ماشاد" سارے جھگڑے ہی ختم ہوگئے۔

ہم تو اہلسنت وجماعت ہیں (کثرھم اللہ تعالیٰ) ہم تو
انبیاء کرام واولیاء عظام کی خداداد عظمت وشان کے ماننے والے
تعدّد اجساد کے قائل ہیں خواہ اس کا نام عالم مثال رکھیں یا کچھ
اور۔ لہٰذا ہمارے مسلک پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے ہمارا مسلک
بفضلہٖ تعالیٰ بے غبار ہے۔ کسی عقل مند کی عقل مانے یا نہ مانے مگر
حق یہی ہے کہ ذات ولی کی ہوتی ہے لیکن قدرت قادر وقیّوم کی
ہوتی ہے۔

اور یہی مرتبہ فنا کا ہے اور یہی مفاد ہے اس حدیث قدسی کا:

مایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہٗ
فاذا احببتہٗ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ
وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ
الذی یمشی بہا وان سالتی لاعطیتہٗ۔

(٦)

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا قول:

فرمایا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول
اللّٰہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال
معنوی پر مبنی ہے۔ لہ الخلق والامر۔ عالم امر مقید بجہت
وطرف وقرب وبعد وغیرہ نہیں ہے پس اس کے جواز میں
شک نہیں ہے۔ (شمائمِ امدادیہ ص: ٩٧ مطبع قومی پریس لکھنؤ)

اس عبارت نے سارا مسئلہ حل کردیا ہے۔ روح عالم
امر سے ہے اور عالم امر طرف وجہت قرب وبعد میں مقید نہیں
ہے اور یہ بھی مسلم کہ ولیوں، ابدالوں، اوتادوں، قطبوں اور
غوث (قطب الاقطاب) کی روح سے سیّد دوعالم نورِ مجسم ﷺ
کا جسمِ پاک ستر درجہ لطیف تر ہے۔ لہٰذا نتیجہ ظاہر ہے کہ محبوبِ
کبریا، نورِ مجسم سیّد دوعالم ﷺ کے جسدِ اطہر (حقیقتِ محمدیہ)
سے کوئی چیز دور نہیں ہے۔ جیسے رسول اکرم کے لیے فرش ویسے ہی
عرش، جیسے زمین ویسے ہی آسمان، جیسے ملک ویسے ہی ملکوت،
جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے روضۂ انور ویسے ہی سارا

جہان کون ومکان۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم۔

اسی لیے حضور باعث ایجاد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الیٰ کفی ھذہ۔

کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میرے سامنے کردی ہے۔ لہٰذا میں ساری دنیا کی طرف اور جو کچھ تا قیامت دنیا میں ہوگا سب کچھ یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

(۷)

مسلک اہل حدیث کے مجتہد حافظ عبداللہ روپڑی

نے پرزور اور وزنی دلائل سے ثابت کیا ہے:

لفظ ھذا سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں

مکشوف ہوتے ہیں نہ کہ حاضر مافی الذہن کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ (فتاویٰ اہلحدیث ص:۱۳۸ تا ص:۱۴۵ ج:۲)

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور عشق عطا فرمائے۔ بغیر محبت کے سب بربریت ہے دھوکہ بازی ہے۔

اللّٰھم ارزقنا حبک وحب حبیبک الکریم وحب آلہٖ واصحابہٖ واولیاء امتہٖ وامتنا علیہ۔

(فصل ششم)

حاضرو ناظر، واقعات کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو جو کرامات عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر متعدد اجساد کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس کرامت کو تعددِ اجساد کہا جاتا ہے: ذکر ابن السبکی فی الطبقات ان الکرامات انواع وعد منها ان یکون له اجساد متعددة۔

(تفسیر روح البیان ص:۲۱۵ ج:۹ - الحاوی للفتاویٰ ص:۳۴۲ ج:۱)

یعنی علامہ ابن سبکی نے طبقات میں ذکر فرمایا کہ کرامتوں کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ولی کے کئی جسم ہو جاتے ہیں۔

(۲)

تفسیر مظہری میں ہے: وکذلك یجعل لنفوس بعض اولیائه فانهم یظهرون انشاء الله تعالی فی آن واحد فی امکنة شتی باجساد هم المکتسبه۔ (تفسیر مظہری ص:۲۷۷ ج:۳)

یعنی یوں ہی خدا تعالیٰ اپنے بعض ولیوں کو طاقت عطا فرماتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک آن میں متعدد جگہوں میں اپنے اجساد مبارکہ کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔

(۳)

تفسیر روح المعانی میں ہے: ولا مانع من ان یتعدد الجسد المثالی الی مالا یحصی من الاجساد۔ (تفسیر روح المعانی ص:۳۵ ج:۲۲)

یعنی اس سے کوئی امر مانع نہیں کہ جسد مثالی کا تعدد بیشمار اجساد میں ہو۔

(۴)

قطب وقت عارف باللہ امام عبدالوہاب **شعرانی** رحمہ اللہ نے فرمایا: ومنہا شہود الجسم الواحد فی مکانین فی آن واحد۔ (الیواقیت والجواہر ص:۲)

کرامات سے ہے ایک جسم کا آنِ واحد میں دو جگہوں میں ظاہر ہونا (یعنی تعدّد اجساد) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تعداد اجساد صرف روح کے ساتھ ہوتا ہے جسم کے ساتھ محال ہے اس پر امام شعرانی رحمہ اللہ کو جلال آ گیا فرماتے ہیں:

(۵)

فیا من یقول ان الجسم الواحد لا یکون فی مکانین کیف یکون ایمانک بہذا الحدیث فان کنت مومنا فقلد وان کنت عالما فلا تعترض فان العلم یمنعک۔

یعنی افسوس ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ ایک جسم دو جگہ

نہیں ہو سکتا۔ اے ایسا کہنے والے کیا تیرا معراج پاک والی حدیث پر ایمان نہیں۔ (جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر مبارک میں بھی دیکھا) ارے ایسا کہنے والے اگر تو مومن ہے تو تقلید کر، اگر تو عالم ہے تو اعتراض کیوں کرتا ہے (اگر تیرا علم نوری ہے) تو تجھے تیرا علم اعتراض کرنے سے باز رکھے گا۔

نوٹ:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضور ﷺ صرف روح کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں یہ خیال صحیح نہیں ہے بلکہ سیّد دو عالم ﷺ اپنے حقیقی جسم مبارک کیساتھ حاضر و ناظر ہیں چنانچہ مندرجہ بالا ارشاد میں اس کی تصدیق موجود ہے بلکہ ہمارے اکابر نے اس امر کی تصریح بھی فرمادی ہے۔

امام ہمام علامہ نوالدین حلبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

فہو صلی اللہ علیہ وسلم موجود بین

اظهرنا حسا ومعنى وجسما وروحا سرا وبرهانا ۔ (جواہر البحار شریف ص:۱۲۴ ج:۲)

یعنی سید العلمین ﷺ ہم میں ظاہری اور معنوی طور پر بلکہ اپنے جسم وروح مبارکہ کے ساتھ موجود ہیں۔ علم باطن کے طور بھی اور دلائل شرعیہ کے طور بھی موجود ہیں۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

رہی یہ بات کہ جسدِ اطہر کے ساتھ حاضر وناظر ماننے سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں، مثلاً وما كنت بجانب الطور وغیرہ تو یہ اس وقت ہے کہ ہم حضور ﷺ کو "بشر" من حيث البشر یعنی تین حالتوں میں سے صرف پہلی بشری حالت کے اعتبار سے حاضر وناظر مانیں بلکہ ہم تو اپنے آقا ﷺ کو جسدِ حقیقی کے ساتھ باذن اللہ حاضر وناظر مانتے ہیں، لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی

چند ایسی کرامات ذکر کی جاتی ہیں جن سے مسئلہ مذکورہ کے سمجھنے میں بصیرتِ تامہ حاصل ہوگی۔

(۱)

حضرت شیخ ابو العباس مرسی قدس سرہ کا پانچ کے گھر بیک وقت حاضر ہونا۔

حضرت شیخ ابو العباس مرسی قدس سرہ کو ایک نیاز مند نے نمازِ جمعہ کے بعد اپنے گھر تشریف لے جانے کی دعوت دی۔ آپ نے اس دعوت کو قبول فرمالیا پھر دوسرا عقیدت مند آیا اس نے بھی اپنے ہاں کے لیے دعوت دی آپ نے اس کے ساتھ بھی وعدہ فرمالیا، پھر تیسرا پھر چوتھا پھر پانچواں آیا، آپ نے سب کے ساتھ وعدہ فرمالیا۔

ثم صلى الشيخ مع الجماعة وجاء فقعد بين الفقهاء ولم يذهب لاحد منهم واذا بكل من الخمسة جاء يشكر الشيخ

علی حضور عندہ۔

(الحاوی للفتاوی للعلامہ السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ ص: ۳۴۰ ج:۱)

یعنی حضرت شیخ ابوالعباس نے نماز جمعہ پڑھی تو آپ علماء کرام کے پاس بیٹھ گئے اور کہیں نہ گئے کچھ دیر کے بعد وہ پانچوں نیاز مند دعوت دینے والے آئے اور حضرت شیخ کا ان سب کے گھروں میں تشریف لے جانے پر ہر ایک نے شکریہ ادا کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲)

سیّد امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سات کے گھر بیک وقت حاضر ہوئے اور افطاری کی۔

حضرت سیّد امام علی شاہ مکان شریف والوں کو سات آدمیوں نے افطاری کی دعوت دی تو آپ نے سب کے گھر بیک وقت روزہ افطار کیا اور کھانا کھایا۔

(بحوالہ سلسبیل بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ)

(۳)

سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت چالیس کے گھر حاضر ہوئے اور کھانا کھایا۔

حضرت علی ہمدانی قدس سرہ نے بیک وقت چالیس اشخاص کے گھر جا کر کھانا کھایا۔

(کتاب ذخیرۃ الملوک منقول از خزینہ معرفت ص: ۱۸۳)

(۴)

سیّدنا امام ربّانی مجدّد الف ثانی قدس سرہ نے لاتعداد گھروں میں بیک وقت کھانا کھایا۔

جہانگیر بادشاہ نے سیّدنا امامِ ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہ العزیز سے عرض کیا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قبر میں تشریف لاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں مرنے والوں کی تعداد سینکڑوں، ہزاروں تک پہنچتی ہوگی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک ذات ہیں تو

حضور ﷺ ہر مرنے والے کی قبر میں کیسے پہنچ جاتے ہیں۔ اس کی وضاحت فرمایئے!

سیّدنا امام ربانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بادشاہ! دہلی والوں کو کہو کہ وہ میری دعوت کریں لیکن دعوت ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں ہو۔ اس فرمائش پر جہانگیر نے اپنے بہت سے احباب کو امام ربانی کی دعوت کے متعلق کہہ دیا اور اسی دن خود بھی جہانگیر نے امام ربانی قدس سرہ کی دعوت کی وقتِ مقررہ پر سیّدنا امام ربانی نے بادشاہ کے ہاں دعوت کھائی رات اسی کے ہاں قیام فرما رہے۔ صبح بادشاہ نے ان دعوت دینے والوں کو بلا کر پوچھا تو سب نے فرداً فرداً اقرار کیا کہ امام ربانی قدس سرہ نے کل رات کا کھانا ہمارے گھر کھایا تھا یہ سن کر بادشاہ حیران ہوا۔ سیّدنا امام ربانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بادشاہ میں تو سیّد دو عالم ﷺ کا ادنیٰ امتی ہوں اور جب میں سب کے گھر بیک وقت موجود ہو کر کھانا کھا سکتا ہوں تو رسول اکرم ﷺ کیوں ہر قبر میں جلوہ فرما

نہیں ہو سکتے۔ (ملخصاً فیوضاتِ مجدّدیہ ص:۱۱)

اور غوثوں کے غوث محبوب سبحانی، قطب ربانی قدس سرہ کی مشہور کرامت ہے کہ آپ بیک وقت کئی مریدوں کے ہاں پہنچے اور کھانا کھایا۔

(۵)

حضرت خواجہ محمد حضرمی قدس سرہ نے پچاس شہروں میں بیک وقت جمعہ پڑھایا۔

قال الشعرانی واخبرنی من صحب الشیخ محمد الحضرمی انه خطب فی خمسین بلدة فی یوم واحد خطبة الجمعة وصلی بهم اماماً۔ (روح البیان ص:۶۱۶ ج:۹)

یعنی قطب وقت سیّدنا امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس شخص نے بتایا جو کہ شیخ محمد حضرمی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہا کہ حضرت شیخ حضرمی نے ایک ہی دن میں ایک ہی وقت

پچاس شہروں میں جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔ سبحان اللہ یہ تو شانِ ولایت ہے۔ شانِ نبوت کا کیا کہنا۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

(٦)

حضرت **خواجہ قضیب البان** رحمہ اللہ جہان بھر میں جہاں بھی نماز پڑھتے، سجدہ بابِ کعبہ میں ہوتا۔

خاتمۃ المحدثین علامہ سیوطی رضی اللہ عنہ نے حضرت قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ نقل فرمایا ہے اور قضیب البان وہ بزرگ ہیں جن کے متعلق حضرت محبوب سبحانی سرکار غوثِ اعظم قدس سرہ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: هو ولی مقرب ذوحال مع اللہ تعالیٰ وقدم صدق عنده. فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں قرب والا ولی ہے وہ صاحبِ حال ہے اور وہ قضیب البان خدا تعالیٰ کے دربار میں سچائی کے قدم والے ہیں۔

پھر کسی نے عرض کیا حضور وہ تو نماز نہیں پڑھتا سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انه یصلی من حیث لا ترونه وانی اراه اذا اصلی بالموصل او بغیرها من افاق الارض یسجد عند باب الکعبة۔

یعنی فرمایا کہ قضیب البان وہاں نماز پڑھتے ہیں کہ تم دیکھ نہیں سکتے مگر میں اسے دیکھتا ہوں کہ موصل میں یا کسی اور جگہ زمین کے کسی خطّے میں نماز پڑھے تو سجدہ وہ خانۂ کعبہ کے دروازہ کے پاس ہی کرتا ہے۔ (الحاوی للفتاویٰ ص: ۳۴۱ ج:۱)

(٧)

خواجہ قضیب البان رحمہ اللہ کا بیک وقت متعدد صورتوں سے پوری صف بھر دینا۔

حضرت قضیب البان کے متعلق علامہ سیوطی قدس سرہ نے فرمایا: یحکی عن قضیب البان الموصلی وکان من الابدال انه اتهمه بعض من لم یره

يصلى بترك الصلوٰة وشدد النكير عليه فى ذٰلك فتمثل له على الفور فى صور مختلفة وقال فى اى هٰذا الصور رايتنى ما اصلى۔

یعنی حضرت قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ ابدال میں سے تھے ان پر کسی نے تہمت لگائی کہ یہ نماز نہیں پڑھتے اور سخت انکار کیا تو حضرت قضیب البان ان کے سامنے متعدد اجساد میں اور مختلف صورتوں میں ظاہر ہو گئے اور فرمایا اے اعتراض کرنے والے بتا تو نے ان میں سے کس صورت میں مجھے دیکھا ہے کہ میں نے نماز نہیں پڑھی۔

(الحاوی للفتاویٰ ص: ۳۳۸ ج: ۱)

(۸)

حضرت سیّد نور الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات

امام نور الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: قلت فاذا كان هٰذا للواحد من الابدال افلا يظهر

من رسول الله صلى الله عليه وسلم الف الف مثال۔

یعنی ابدال میں سے ایک ولی کی یہ شان ہے کہ وہ فوراً متعدّد اجساد میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہو سکتا ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاکھوں اجساد نہیں ہو سکتے۔

نوٹ:

اس واقعہ میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ سرکار غوثِ اعظم قدس سرہ نے فرمایا قضیب البان موصلی موصل میں یا زمین کے کسی خطے میں نماز پڑھتے ہیں تو سجدہ بابِ کعبہ میں کرتے ہیں۔

سبحان اللہ ایک ولی کی شان کہ نماز مشرق میں سجدہ بابِ کعبہ کے پاس نماز مغرب میں تو سجدہ بابِ کعبہ میں، نماز موصل میں، تو سجدہ بابِ کعبہ میں، نماز مصر میں تو سجدہ بابِ کعبہ میں۔

اللّٰهم صل وسلم وبارك على النبى الحبيب الحسيب الكريم وعلىٰ آله واصحابه واولياء امته وعلماء ملته اجمعين الىٰ يوم الدين۔

(۹)

حضرت خواجہ سعود المصری مجذوب قدس سرہ

انہ کان یخبر عن وقائع الاقالیم کلھا فیقول عزل الیوم فلان ومات فلان وولی فلان فلا یخطئ فی واحدۃ۔

(جامع کرامات اولیاء ص:۹۲ ج:۲)

یعنی حضرت خواجہ سعود مجذوب مصری رحمۃ اللہ علیہ پورے جہان کی خبریں دیا کرتے تھے فرمایا کرتے فلاں ملک کا فلاں بادشاہ معزول ہو گیا ہے فلاں ملک کا فلاں بادشاہ مر گیا ہے اور فلاں ملک کا فلاں بادشاہ بن گیا ہے اوران کی کوئی بات خطا نہ جاتی۔

اپیل

اے میرے عزیز مسلمان بھائی، دل میں محبت وعظمتِ مصطفیٰ ﷺ رکھ کر مندرجہ بالا واقعات کو تعصب کی عینک اتار کر ایمان کی

نظروں سے پڑھ اور پھر اپنے ایمان سے پوچھ کہ رحمۃ للعالمین سیّد الکونین ﷺ کے باعطاء اللہ وباذن اللہ حاضر وناظر ہونے میں کوئی شک ہے؟

اگر پھر بھی شک نہ جائے تو کسی اللہ والے سے اپنی نظر درست کراتا کہ قبر میں جانِ جہاں ﷺ کی پہچان میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ کیونکہ قبر میں کامیابی اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کی گواہی اور رسول اللہ ﷺ کی پہچان سے ہی ہوگی۔ حدیث پاک میں ہے: عن البراء ان النبی ﷺ قال المؤمن اذا شہد ان لآ الٰہ الا اللّٰہ وعرف محمداً رسول اللّٰہ ﷺ فی قبرہ فذلك قول اللّٰہ جل وعلا یثبت اللّٰہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ۔

(صحیح ابن حبان ص:۴۳۶ ج:۱)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن جب قبر میں اس

بات کی گواہی دیگا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لے گا (تو وہ کامیاب ہو جائیگا) اور یثبت اللہ الذین سے یہی مراد ہے۔ اور یہ حدیث پاک صحیح ہے۔ شارح نے فرمایا: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری۔

(فصل ہفتم)

حاضر وناظر نہ ماننے کی وجہ

(۱)

سیّدنا امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں حدیثِ پاک تحریر کی ہے: ادبوا اولادکم علیٰ ثلاث خصال حب نبیکم وحب اہلبیتہ وقراۃ القرآن۔ (جامع صغیر ص:۱۱۴ ج:۲)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے میری امت اپنی اولاد کو تین چیزوں کی تربیت دو، اپنے نبی کی محبت سکھاؤ اور نبی کی اہلبیت کی محبت سکھاؤ اور قرآن پاک کی تلاوت سکھاؤ۔

اس حدیث پاک میں درجہ بدرجہ تین چیزوں کا ذکر ہے، پہلے درجہ میں رسول اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ دوسرے درجہ میں اہلبیت کی محبت ہے اور تیسرے درجہ میں قرآنِ

پاک کی تلاوت ہے۔

ظاہر ہے کہ بچہ خالی الذہن ہوتا ہے جب اس کے ذہن میں محبتِ مصطفیٰ ﷺ منقش ہو جائے گی تو پھر یہ محبت آخری دم تک نکلے گی نہیں اور ایمان محفوظ ہو جائیگا اور ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کی ہے۔

لاتجد قوماً یومنون باللہ والیوم الاخر یوآدون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ اولئك کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروحٍ منه۔ ویدخلھم جنٰتٍ تجری من تحتھا النھر خلدین فیھا۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنه۔ اولیك حزب اللہ۔ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔ (سورہ مجادلہ)

یعنی اے محبوب آپ نہ پائیں گے ایسی قوم جس کا اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان صحیح ہو وہ قوم محبت دوستی کر جائیں، ایسے لوگوں کے ساتھ جو عداوت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول (ﷺ) کے ساتھ اگرچہ وہ عداوت رکھنے والے ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی اور قبیلہ کنبہ والے ہوں۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی رحمت سے ان کی مدد فرماتا ہے اور قیامت کے دن ان کو بہشتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اپنے رب تعالیٰ سے راضی ہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے۔ کان کھول کر سن لو اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔

لیکن کچھ عرصہ سے بعض علماء نے بچوں کو سب سے پہلے قرآن کی تعلیم دینا شروع کر دی ہے اور بچوں کو کافروں اور بتوں والی آیاتِ مبارکہ ذہن نشین کرا کے نکمّے ناکارہ بتوں کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کے نبیوں (علیہم السلام)، ولیوں کو بھی بے بس اور بے اختیار ذہن نشین کرا دیا جاتا ہے ایسے بچے تاحیات نبیوں، ولیوں کے کمال وفضل کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے فرمایا۔

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریّا مے رود دیوار کج

یعنی معمار جب پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھے گا تو پھر وہ دیوار خواہ آسمان تک پہنچ جائے ٹیڑھی ہی رہے گی۔ لہٰذا ایسے بچے جنکو کافروں اور بتوں والی آیاتِ قرآنیہ پڑھا کر نبیوں، ولیوں کو بے بس بے اختیار باور کرایا جاتا ہے ایسے بچے بڑے ہوکر منبروں پر بیٹھ کر بتوں والی آیات پڑھ کر نبیوں، ولیوں کی شان میں تنقیص کرتے رہتے ہیں اور وہ اسی کو توحید (۱) جانتے ہیں اور وہ اس توحید کی آڑ میں نہ تو کسی نبی ولی کے لیے اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ

(۱) توحید کو سمجھنے کیلئے کتاب توحید اور فرقہ بندی کا مطالعہ کریں۔

علمِ غیب مانتے ہیں نہ اختیار نہ تصرف نہ عظمت۔

واقعہ:

ایک ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنا واقعہ سنایا کہ ہماری ایک دوست کے گھر سر سیّد ٹاؤن میں دعوت تھی اتفاق سے وہ جمعہ کا دن تھا احباب نے کہا پہلے جمعہ پڑھ آئیں پھر کھانا کھائیں گے چنانچہ ایک مسجد میں پہنچے وہاں خطیب نے دورانِ وعظ یاَیھا النبی والی آیت پڑھی اور وہ خطیب ترجمہ اس انداز اور لہجہ سے کرے جیسے اللہ تعالیٰ کسی دشمن کو خطاب کر رہا ہے یہ سن کر دل میں کڑھن سی پیدا ہوئی کہ ہم کہاں پھنس گئے۔ نماز جمعہ کے بعد جب لوگ خطیب صاحب سے مصافحہ کیلئے آگے بڑھے تو میں بھی ان کے ساتھ خطیب مذکور کے ہاں پہنچ گیا اور مصافحہ کرتے ہوئے میں نے سوال کیا مولوی صاحب تیرا گھر کہاں ہے یہ سن کر وہ سیخ پا ہوا اور بولا ارے بدتمیز تجھے بولنے کی بھی تمیز نہیں میں نے اور سوال کر دیا تیرے بیٹے کتنے ہیں، وہ اور

بھڑ کا پھر اس کے ساتھ کچھ اس کے مقتدی بھی شامل ہو گئے تو میں نے کہ مولوی تجھے آپ کی بجائے تیرا کہنے میں تیری عزت میں فرق آ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی عزت نہیں؟ اس پر چند نمازیوں کو تو سمجھ آ گئی مگر جن کے دل عظمتِ مصطفیٰ ﷺ سے خالی تھے وہ ماننے کو تیار نہ ہوئے اور وہ بڑ بڑ کرتا مسجد سے نکل گیا۔ الحاصل ایسے بچے زندگی بھر نبیوں، ولیوں کی شان میں تنقیص کرتے رہتے ہیں اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے لوگوں کو ساری خدائی سے بدترین گردانتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے: وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللّٰہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب قتل الخوارج والملحدین)

یعنی سیّدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خارجیوں کو ساری مخلوق سے بدتر جانتے تھے اور فرماتے یہ اس لیے کہ یہ

لوگ کافروں والی آیاتِ مبارکہ کو اہل ایمان (نبیوں، ولیوں) پر چسپاں کرتے ہیں۔

اے میرے عزیز مندرجہ بالا ارشادِ گرامی اس دور کے کسی فرقہ باز ملاں مولوی کا نہیں بلکہ ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کا ہے، جن کا شمار مجتہدین صحابہ کرام میں ہوتا ہے پھر یہ قول کسی وعظ کی کتاب یا کسی غیر معتبر رسالے سے نہیں لیا گیا بلکہ یہ حدیثِ پاک کی اس کتاب میں ہے جو کہ حدیثِ پاک کی طبقۂ اولیٰ کی کتاب ہے۔ جس کا مرتبہ قرآن پاک کے بعد سب سے اونچا ہے یعنی صحیح بخاری۔

اللہ تعالیٰ ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

نیز اس مندرجہ بالا سیّدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ عنہ کے ارشادِ گرامی سے ثابت ہوا کہ جو مولوی یا عالم قرآن پاک آیتیں پڑھ پڑھ کر کہے کہ نبی ولی نہ تو کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان اور نبیوں، ولیوں کے اختیار میں کچھ نہیں ایسا مولوی اللہ والوں کی

جماعت سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا کرے کہ انہوں نے ہمیں ایک لائن دیدی ہے اور ہدایت کا راستہ دکھا دیا ہے جس کی روشنی میں ایک معمولی پڑھا لکھا انسان بھی اپنے بیگانے میں اور حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔

اے میرے عزیز میں نے مندرجہ بالا چند سطریں آپ کی خیر خواہی کے لیے لکھ دی ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ کچھ لوگ حبیبِ خدا سیّد انبیاء باعث ایجاد عالم رحمتِ کائنات ﷺ کو کیوں اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاضر و ناظر نہیں مانتے۔ حالانکہ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے واشگاف الفاظ میں فرما دیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے میں کسی ایک عالم کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ مان لینے کی توفیق عطا کرے۔

نہ ماننے کی دوسری وجہ

بصارت (نظر) کے اعتبار سے بندوں کی تین قسمیں ہیں:

بینا - نابینا - بھنگا - بینا وہ ہے جس کی نظر صحیح ہو، نابینا وہ جس کی بینائی ختم ہو چکی ہو۔ بھنگا ہو جس کو ہر چیز دو نظر آئیں، یوں ہی بصیرت کے لحاظ سے بھی تین قسمیں ہیں بینا، نابینا، بھنگا۔

بصیرت کے اعتبار سے جو بھنگا ہوگا اسے دو نظر آتے ہیں، خدا تعالیٰ کی صفات الگ نظر آتی ہیں اور رسول اکرم ﷺ کی عطائی کی صفتیں الگ نظر آتی ہیں۔

لہٰذا وہ کوئی بھی کمال رسول اللہ ﷺ کے لیے نہیں مانے گا کیوں کہ اسے نبی اکرم ﷺ کا ہر کمال شرک دکھائی دیتا ہے۔ تو وہ اگر حبیبِ خدا سیّد انبیاء ﷺ کے لیے غیب کا علم مانے تو شرک، تصرّف مانے تو شرک، حاظر و ناظر مانے تو شرک۔ اس لیے وہ کسی بھی کمال و عظمت کو نبی اکرم شفیع اعظم ﷺ کے لیے نہیں

مانتا۔ لیکن جو بینا ہے جس کی نظر صحیح ہے اسے تو ایک ہی نظر آتا
ہے۔ وہ جانتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ مظہر صفات الٰہیہ ہیں۔ اسے
نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مالک ہے، وہی خالق ہے، وہی شافی
ہے، وہی رازق ہے، وہی حافظ ہے، وہی ناصر ہے وہی معین
ومددگار ہے وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، اسے نظر آتا ہے کہ
ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وللّٰہ ملک السمٰوٰت
والارض وہی خالق ہے۔ اللّٰہ خالق کل شیء۔ لیکن
وسیلہ سے پیدا فرماتا ہے۔ شافی وہی ہے وہ دوائی اور ڈاکٹر کے
وسیلہ سے شفا دیتا ہے۔ رازق وہی ہے لیکن وہ کسی ذریعہ اور وسیلہ
سے رزق دیتا ہے۔ زندہ بھی وہی کرتا ہے مارتا بھی وہی ہے لیکن
زندہ کرتا ہے تو وسیلہ سے مارتا ہے تو ملک الموت کے وسیلہ سے
حافظ وناصر وہی ہے لیکن وہ حاکم وغیرہ کے وسیلہ سے حفاظت عطا
کرتا ہے۔ رحیم وکریم وہی ہے، رحم وکرم وہی فرماتا ہے لیکن رحم
کرنے کے لیے اس نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو وسیلہ بنایا

ہے۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔ لیکن
میرے دوست مرے عزیز غور کر کہ مالک تو اللہ ہی ہے پھر تو کس
قانون سے کہتا ہے کہ فلاں دوکان فلاں مکان کا مالک میں ہوں
اور جب مان لیا کہ شافی (شفا دینے والا) اللہ ہی ہے تو پھر کس
قانون سے ڈاکٹر وحکیم کے ہاں جاتا ہے؟ اس وقت اللہ تعالیٰ
کے ہاں تو کیوں نہیں جاتا!

اے میرے عزیز یہ تیری نظر کا بھنگا پن ہے تو اپنی نظر کا
علاج کسی روحانی معالج سے کراتا کہ تجھے بھی ایک ہی نظر آئے
اور یہ جھگڑے یہ فرقہ بندیاں ختم ہو جائیں۔ (روحانی معالج)

میاں عبدالرشید صاحب مرحوم مغفور نورِ بصیرت والے
لکھتے ہیں۔ بعنوان

روحانی گورنر

یہ واقعہ ۱۹۴۵ء کا ہے قلعہ گوجر سنگھ لاہور اس سڑک پر جو کہ
پولیس لائنز کے ساتھ ساتھ چلتی ہے ایک صاحب کا چھوٹا سا

مطب تھا مجھے دوستوں نے بتایا کہ وہ (مطب والے) کہتے ہیں اگر کسی نے جناب رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں درخواست گزارنی ہو تو وہ بتوسط گورنر روحانی پنجاب لکھ کر انہیں دے۔ یہ پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے ان دنوں پنجاب متحد تھا ایک روز سہ پہر کے وقت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں کچھ دیہاتی مرد عورتیں ان سے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں درخواستیں لکھوا رہے تھے۔ کوئی لکھواتا مجھے اتنے روپے چاہیں، کوئی مکان طلب کرتا کوئی کہتا میرا بیٹا واپس آ جائے۔ میری طبعیت نے جوش مارا کہ اتنی بڑی سرکار ﷺ کی خدمت میں اس قسم کی معمولی باتوں کے لیے درخواست دینا آنجناب ﷺ کے منصبِ بلند کے شایان شان نہیں، میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا میں بھی درخواست لکھوں گا، انہوں نے کاغذ دیا، اس پر حضورِ اکرم ﷺ کے مخصوص القابات لکھوائے، دوسری سطر میں الفاظ ''بتوسط گورنر روحانی پنجاب'' لکھوائے۔

اس کے بعد وہ دوسرے سائلان کی طرف متوجہ ہو گئے، میں نے درخواست لکھ کر ایک طرف رکھ دی وہ لوگ چلے گئے تو میں نے اپنی درخواست پیش کی وہ بزرگ اسے پڑھ کر بہت خوش ہوئے مجھ سے بار بار کہتے میاں سوچ لو میاں سوچ لو میں نے عرض کیا ہاں خوب سوچ سمجھ کر درخواست لکھی ہے۔ میں نے پھر پوچھا کیا درخواست منظور ہو جائے گی وہ بولے بھلا ایسی درخواستیں بھی منظور نہیں ہوتیں، بھلا ایسی درخواستیں بھی منظور نہیں ہوتیں۔ (درخواست یہ تھی کہ حضور ﷺ مجھے اپنے عشق سے نوازیں)

شام ہونے کے قریب تھی وہ کہنے لگے چلو داتا صاحب چلتے ہیں وہاں دعا مانگیں گے میں نے انکار کر دیا اور کہا وہاں لوگ شرک کرتے ہیں اور میری طبعیت منغض ہوتی ہے وجہ یہ تھی کہ میں نے سات سال کی عمر سے سترہ سال کی عمر کا زمانہ اہلحدیثوں، (وہابیوں) کے زیرِ اثر گزارا تھا انہوں نے اصرار کیا میں انکار پر

قائم رہا آخر اس بات پر فیصلہ ہوگیا کہ حضرت کے مزار شریف کے جنوب کی جانب سے جو سڑک گزرتی ہے میں اس پر کھڑا ہو کر دعا مانگ لوں اندر نہ جاؤں۔ چند دنوں بعد پھر ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا میاں وہ تمہاری درخواست منظور ہوگئی ہے۔ میں نے دل میں کہا کوئی اثر ظاہر ہوگا تو مانوں گا۔

مطالعہ کی عادت تھی جو سامنے آتا پڑھ جاتا۔ درخواست گزارنے کے بعد مطالعہ کی سمت اسلامی علوم کی طرف متعیّن ہو گئی، افکار میں نکھار پیدا ہوا ذہن میں روشنی پیدا ہوئی ابتدائی ایام کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

غم کہاں اب کہ تیری الفت کا
میرے دل میں چراغ روشن ہے
عشق کی روشنی کو کیا لکھوں
دل تو دل دماغ روشن ہے

(تصوف وایمان کے موتی ص: ۱۳۱)

پھر یہی میاں عبدالرشید صاحب ہیں کہ جب روحانی معالج سے علاج کرایا اور نظر درست ہوگئی تو دین کی وہ خدمت کی کہ پورے معاشرے کو سیراب کر دیا۔

میرے عزیز اگر آپ کو کوئی روحانی معالج میسر نہ ہو تو مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت بڑی امید ہے کہ نظر درست ہو جائے گی۔ وہ کتابیں یہ ہیں:

(۱) آبِ کوثر (۲) البرہان (۳) خلیفۃ اللہ(۱)

اور اگر البرہان نہ مل سکے تو عظمتِ نامِ مصطفیٰ ﷺ بھی کافی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط الذین انعمت علیھم کے راستے پر چلائے۔ آمین۔

ھوالسمیع العلیم۔

---

(۱) یہ تینوں کتابیں مکتبہ سلطانیہ، محمد پورہ، فیصل آباد اور مکتبہ صبحِ نور، پیپلز کالونی، فیصل آباد سے مل سکتی ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ ونبیہٖ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

سوال:

اگر رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر مان لیا جائے تو چند سوالات واقع ہوتے ہیں۔

ایک یہ کہ اگر نبی علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں تو آپ لوگ مصلّٰی امامت پر کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟

دوم یہ کہ اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہیں تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتے؟

سوم یہ کہ اگر نبی ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانا جائے تو نبی کریم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک کیوں گئے؟

چہارم اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا: وما کنت لدیھم اذیلقون اقلامھم۔ (قرآن پاک)

جواب:

کتاب کے شروع میں بیان ہوا کہ رسول اکرم حبیبِ مکرم نورِ مجسم ﷺ کی تین حالتیں ہیں:

(۱) حالتِ بشری (۲) حالتِ ملکی (۳) حالتِ حقی (حقیقتِ محمدیہ ﷺ)

لہٰذا آپ کے مندرجہ بالا سوالات ان لوگوں پر وارد ہوتے ہیں جو سیّدِ دو عالم رحمتِ کائنات ﷺ کو صرف بشر مانتے ہیں لیکن ہم اہلسنت وجماعت پر یہ اعتراضات وارد نہیں ہو سکتے، کیونکہ ہم سیّد العلمین ﷺ کے لیے صرف حالت بشری کے اعتبار سے حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ ہم رحمتِ کائنات ﷺ کو حقیقتِ محمدیہ ﷺ کے اعتبار سے حاضر و ناظر مانتے ہیں جس کے متعلق خود نبی اکرم رسولِ اعظم ﷺ نے فرمایا ہے: ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والیٰ ما ھو کائن فیھا الیٰ یوم القیامۃ کانما انظر الی

کفی ھذہ۔ (طبرانی بحوالہ مواہب وشرح زرقانی)

میں ساری دنیا کو اور جو کچھ تا قیامت دنیا میں ہونے والا ہے اسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔

اور ظاہر ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلی سے کوئی جگہ نہ غائب ہے نہ دور۔ ہاں جو لوگ جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بشر مانتے ہیں ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا واقعی شرک ہے جیسے کہ معانی وبیان کی کتابوں میں آتا ہے کہ دہریہ اگر کہے انبت الربیع البقل یعنی موسم ربیع نے سبزہ اگایا تو وہ کافر ہے اور اگر مسلمان یہی لفظ کہے انبت الربیع البقل تو وہ کافر نہیں ہے بلکہ وہ پکا سچا مسلمان ہے کیونکہ مومن کے نزدیک فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور انبات کی نسبت ربیع کی طرف بطور اسناد مجازی ہے۔

یوں ہی رسول اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بشر ماننے والا حاضر و ناظر کہے تو وہ مشرک ہے اور اگر صحیح العقیدہ مومن کہے تو وہ پکا سچا مومن ہے۔ کیونکہ مومن حقیقتِ محمدیہ کے اعتبار سے

حاضر و ناظر کہہ رہا ہے جیسے کہ سابقہ صفحات پر اکابر کے ارشادات مذکور ہوئے۔

اور حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نبی اکرم رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ حقیقی اتنا عظیم تر ہے کہ زمین وآسمان عرش وکرسی ملک وملکوت سب سے وسیع تر ہے جیسے کہ عارف باللہ علامہ نور الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وان الذی اداہ ان جسدہ الشریف لا یخلو منہ زمان" ولا مکان" ولا محل" ولا امکان" ولا عرش" ولا کرسی" ولا قلم" ولا بر" ولا بحر" ولا سہل" ولا وعر" ولا برزخ" کما اشرنا الیہ ایضاً وانہ امتلاء الکون الاعلیٰ کامتلا الکون الاسفل بہ وکامتلاءِ قبرہٖ بہٖ۔

(جواہر البحار ص: ۱۱۵ ج: ۲)

یعنی ہمارا عقیدہ اس بارے میں یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

جسمِ انور (جسمِ حقیقی) سے نہ تو کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی مکان نہ کوئی محل نہ امکان نہ عرش خالی ہے نہ کرسی نہ قلم نہ کوئی خشک جگہ خالی ہے نہ تر نہ ہموار زمین نہ برزخ نہ کوئی قبر خالی ہے اور جیسے کہ سیّد العلمین ﷺ کے جسدِ حقیقی سے روضہ مقدسہ پُر ہے یوں ہی ملک وملکوت پُر ہیں۔

اللھم صل وسلم وبارک علی النبی المختار سیّد الابرار وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اولی الایدی والابصار الیٰ یوم القرار۔

اور اسی قول کی تائید میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا ارشادِ گرامی ملاحظہ ہو: واذا اراد اللّٰہ رفع الحجاب عمن اراد اکرامہٗ برویتہٖ ﷺ راہٗ علیٰ ھیئۃ التی ھو علیھا لا مانع من ذلک ولا داعی الیٰ التخصیص برویۃِ مثالہٖ۔ (الحاوی للفتاویٰ ص:۲۴۳ ج:۲)

یعنی جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنے حبیب ﷺ

کی زیارت سے مشرف فرمانا چاہتا ہے تو حجاب اُٹھا دیتا ہے، اور پھر وہ زیارت کرنے والا رحمت کائنات ﷺ کو اسی حالت میں دیکھ لیتا ہے جس حالت پر سرکار (علیہ السلام) دنیا میں جلوہ افروز تھے نہ یہ محال ہے اور نہ اس بات کی تخصیص کی ضرورت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی صرف مثال دکھائی جاتی ہے۔

یا اللہ ہمیں صحیح نظر عطا کرتا کہ ہم عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کو صحیح نظر سے دیکھ سکیں۔ حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل۔

سوال:

آپ نے ایک غیر ضروری مسئلہ کے متعلق اتنے صفحات لکھ دیئے ہیں جیسے کہ یہ فرض یا واجب ہے اگر آپ اس کی بجائے نماز، روزہ یا حج وزکوٰۃ کے مسائل لکھتے تو مسلمانوں کا بھلا ہوتا۔

جواب:

مندرجہ بالا سوال خارجی ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے کیونکہ

خارجیوں کے نزدیک اعمال ہی اصل چیز ہیں اور محبت و عظمتِ مصطفیٰ ﷺ غیر ضروری چیز ہے۔ (العیاذ باللہ)

لیکن اہل حق اہل سنت و جماعت کے نزدیک عظمت و محبت مصطفیٰ ﷺ ہی اصل چیز ہے اور اعمال کا درجہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک چلا آ رہا ہے۔ آگے درج کیے جانے والے واقعات اسی بات کی گواہی دے رہے ہیں۔ پڑھیں اور ایمان مضبوط کریں۔

(۱)

حیدِ کرار سیّدنا مولیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے مقامِ صہبا میں اللہ تعالیٰ کے حبیب رحمتِ دو عالم ﷺ کی نیند مبارک پر نماز قربان کر کے ثابت (۱) کر دیا تھا کہ نماز روزہ اعمال فرع ہیں، اصل چیز رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ کا ادب اور عظمت ہے۔

---

(۱) اس واقعہ کی تحقیق کے لیے کتاب ''ردشمس'' کا مطالعہ کریں حق ثابت ہو جائے گا۔

(۲)

افضل الخلق بعد الانبیاء سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے منہ پر جبکہ اس نے نبی اکرم ﷺ کی شانِ رفیع میں بے ادبی کی بات کہی تھی مکا مار کر ثابت (۲) کر دیا تھا کہ اصل چیز عظمتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔

(الصارم المسلول لابن تیمیہ ص:۲۷)

(۳)

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کلمہ گو نمازی کی تلوار سے گردن کاٹ کر ثابت کر دیا تھا کہ اصل چیز عظمتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔

واقعہ یوں ہوا تھا کہ ایک منافق اور ایک یہودی کا کسی معاملہ میں جھگڑا تھا، یہودی نے کہا چلو تمہارے نبی (علیہ السلام) سے فیصلہ کرائیں، لیکن وہ کلمہ گو مسلمان کہے، نہیں تمہارے عالم کعب بن اشرف سے فیصلہ کرائیں۔

---

(۲) یہ ان کے صحابی بننے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

آخر کار وہ فیصلہ نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کر دیا کہ حق والے یہودی کو حق دلایا دیا وہ منافق اس پر راضی نہ ہوا اور اس نے یہودی سے کہا چلو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے فیصلہ کرواتے ہیں اور سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی فیصلہ سنا دیا پھر منافق نے کہا چلو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے فیصلہ کرائیں اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں فیصلہ پہنچا تو یہودی نے بتا دیا ہم پہلے نبی کریم (ﷺ) سے فیصلہ لے چکے ہیں اور نبی (ﷺ) نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کلمہ گو مسلمان سے پوچھا کیا واقعی میرے آقا ﷺ نے فیصلہ دیا ہے! اس منافق نے اقرار کیا تو فرمایا: مکانک حتی اخرج فاقضی بینکما یعنی ٹھہر میں ابھی آتا ہوں اور فیصلہ کرتا ہوں چنانچہ اندر گئے اور تلوار سونت کر نکلے آتے ہی تلوار مار کا اس نمازی روزہ دار کا سر قلم کر دیا۔

پھر اس مقتول کے ورثہ دوڑے کہ ہم نبی ﷺ سے قتل کا بدلہ طلب کریں گے کہ عمر نے ہمارا آدمی ناحق قتل کر دیا ہے۔ لہٰذا عمر کو اس کے بدلے قتل کیا جائے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام حکمِ الٰہی لے کر پہنچ گئے: الم تر الی الذین یزعمون انھم آمنوا......الخ

تو نبی اکرم حبیبِ محترم ﷺ نے فیصلہ سنا دیا کہ میرے عمر نے جو فیصلہ کیا ہے وہی درست ہے۔

(۴)

سیّدنا خالد بن ولید صحابی رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو صرف اس وجہ سے قتل کر دیا تھا کہ اس نے سیّد العٰلمین ﷺ کو صاحبکم تحقیراً کہہ دیا تھا۔ (العیاذ باللہ)

(شفاء قاضی عیاض ص: ۱۹۰ ج: ۲ - عمدۃ الاخبار ص: ۲۵)

(۵)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایک صحابی

تھے جن کی آنکھیں نہ تھیں اس کی بیوی (اُمّ ولد) نبی اکرم ﷺ
کی شانِ رفیع میں بے ادبی کیا کرتی تھی صحابی رضی اللہ عنہ منع
کرتے مگر وہ باز نہ آتی ۔ ایک دن اس عورت نے حبیبِ
خدا سیّد انبیاء ﷺ کی شانِ رفیع میں گستاخی کی بات کہی تو خاوند
نے خنجر لے کر اس بیوی کے پیٹ پر رکھ کر دبایا تو وہ مرگئی صبح ہوئی تو
چرچا ہوا کہ فلاں عورت قتل ہوگئی ہے، اس پر نبی اکرم
سیّد دوعالم ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا اس کو کس نے قتل کیا
ہے تو وہ آنکھوں سے معذور صحابی رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے
اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے حاضر ہوگئے اور ماجرا سنا دیا
عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے قتل کیا ہے کیونکہ یہ میری بیوی
آپ کی شان میں بے ادبی کیا کرتی تھی، میں منع کیا کرتا تھا وہ باز
نہ آتی تھی تو آج میں نے اس کی باتیں سن کر اس کو قتل کردیا ہے
حالانکہ میرے اس سے دو بچے بھی ہیں جو کہ موتیوں کی طرح ہیں
اور یہ عورت میری رفیقۂ حیات تھی وہ میرا اسہارا بھی تھی کیونکہ میں

نابینا ہوں اس کے باوجود میں نے اسے گستاخی کی بنا پر قتل کردیا
ہے، یہ سن کر نبی اکرم شفیعِ اعظم نورِ مجسم ﷺ نے فرمایا اے صحابہ
گواہ ہوجاؤ کہ میں نے اس کا خون معاف کردیا ہے۔
(ابوداؤد، نسائی بحوالہ الصارم المسلول ص: ۶۸، عمدۃ الاخبار ص: ۲۴)

اپیل

اے میرے عزیز میرے مسلمان بھائی میں نے یہ کتاب
کسی کا دل دکھانے یا کسی کو نیچا دکھانے کے لیے نہیں لکھی بلکہ
صرف اس خیر خواہی کی بنا پر لکھی ہے کہ میرے مسلمان بھائی
عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کو دل میں بٹھا کر دوزخ سے بچ جائیں اور
جنت میں انعام واکرام کے حقدار بنیں۔ سیّدِ دوعالم رحمتِ
کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی: من احبنی یکون معی
فی الجنۃ۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام)
یعنی جو مجھ سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں

ہوگا۔ اللہ تعالیٰ یہ نعمت ہمیں بھی عطا کرے۔

بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

اے میرے بھائی پھر سوچ کہ اگر اعمال صالح (نماز، روزہ وغیرہ) ہی اصل چیز ہوتے تو اللہ تعالیٰ یہ کڑا حکم ہرگز نہ سناتا ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار یعنی یہ منافق لوگ یہ دوزخ میں سب سے نیچے ہونگے حالانکہ منافق لوگ نماز، روزہ بھی پڑھتے، حج وزکوٰۃ نیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی کرتے تھے ثابت ہوا کہ محبت وعظمتِ رسول ﷺ اصل چیز ہے اور اس کے بغیر کوئی چیز فائدہ نہیں دے سکتی۔

(۶)

نیز رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے جب نبی اکرم ﷺ کی شانِ رفیع میں بے ادبی کی بات کہی تو اسی کے بیٹے نے جو کہ سچا پکا مسلمان تھا دربارِ رسالت میں عرض کیا لو شئت لاتیتک براسہ یارسول اللہ (ﷺ) اگر آپ چاہیں تو میں

اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں حاضر کردوں۔

(الصارم المسلول لابن تیمیہ، شفا قاضی عیاض ص:۲۲ ج:۲)

(۷)

ابنِ حاتم نے مناظرہ کے دوران نبی اکرم ﷺ کے متعلق کہہ دیا یتیم حیدرِ کرار کے سُسر اور یہ کہ نبی کا زہد اختیاری نہ تھا۔ تو اندلس کے علماء وفقہاء نے اسے واجب القتل گردانا۔

(شفاء شریف ص:۱۹۲ ج:۲)

(۸)

ابراہیم فزاری جو کہ شاعر تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں اور انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً رحمتِ کائنات ﷺ کی شان میں بے ادبی کی باتیں کرجاتا تو قیروان کے علماء اور فقہاء نے اس کے قتل کا حکم دیا، اور اسے سولی پر کھینچا گیا اور جب وہ تختہ دار پر کھینچا گیا تو اس کا منہ قبلہ سے پھر گیا یہ دیکھ کر لوگوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، پھر کتا آیا اور اس کے خون کو چاٹا، پھر حضرت یحییٰ بن عمر رحمۃ

اللہ علیہ نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیثِ پاک سنائی کہ مسلمان کے خون کو کتا نہ چاٹے گا، اور یہ منظر دیکھ کر فرمایا: صدق رسول اللہ ﷺ۔

(شفاء قاضی عیاض ص:١٩٢ ج:٢)

٩

امام ابن تیمیہ نے نمازیوں، روزہ دار منافقوں کے متعلق لکھا ہے: ان المنفقین اسوء حالاً من الکفار۔ (الصارم المسلول ص:١٨٦)

یعنی منافق لوگ کافروں سے بدتر ہیں۔

١٠

نیز امام ابن تیمیہ نے نبی اکرم حبیب مکرم ﷺ کے اس ارشاد مبارک ھم شر الخلق والخلیقہ کو منافقوں کے بارے میں قرار دیا ہے۔ (الصارم المسلول ص:١٨٦)

یعنی منافق لوگ نماز روزہ کرنے والے ساری خدائی سے بدتر ہیں۔

دعا:

یا اللہ ہمیں بے ادبی اور نفاق سے بچا اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت سے وافر حصہ عطا کر۔

اے میرے عزیز اے میرے مسلمان بھائی میری آپ سے خیر خواہی کے طور پر گزارش ہے کہ مندرجہ بالا ارشادات کو غور سے پڑھیں اور ان بطش ربك لشديد'' کی فکر کریں۔

آخر میں حدیث رسول اکرم ﷺ تحریر کی جاتی ہے تاکہ پڑھ کر افکار کی سمتِ قبلہ درست کی جا سکے فرمایا: لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔

دوسری وجہ اس کتاب لکھنے کی یہ ہے کہ تنزل الرحمة عند ذکر الصلحین جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

قابل غور بات ہے کہ اگر نیکوں کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی

رحمت نازل ہوتی ہے تو سب نیکوں، ولیوں، غوثوں، قطبوں کے
جو سردار ہیں ان کا ذکر کرنے سے کیوں نہ رحمتِ الٰہی نازل
ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ مکتبہِ فکر دیوبند کے حکیم الامت
مولانا اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:

طاعون کا ایک متبرک علاج منجملہ اور علاجوں کے
ذکر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہے اور یہ علاج تجربہ
میں آیا ہے یعنی میں نے ایک کتاب نشر الطیب لکھی ہے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں اس کے لکھنے کے زمانہ میں خود
اس قصبہ میں طاعون تھا تو میں نے تجربہ کیا کہ جس روز اس
کا کچھ حصہ لکھا جاتا تھا اس روز کوئی جنازہ نہیں جاتا تھا اور
جس روز وہ ناغہ ہوجاتی تھی اس روز دو چار اموات سننے میں
آتی تھیں ابتدا میں تو میں نے اس کو اتفاق پر محمول کیا لیکن
جب کئی مرتبہ ایسا ہوا تو مجھے خیال ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر

مبارک کی برکت ہے۔ آخر میں نے یہ التزام کیا کہ روزانہ
کچھ حصہ اس کا ضرور لکھ لیتا تھا آج کل بھی لوگوں نے مجھے
طاعون ہونے کے متعلق اطراف وجوانب سے لکھا ہے تو
میں نے ان کو بھی جواب میں یہی لکھا ہے کہ نشر الطیب پڑھا
کرو۔ (النور صفحہ ١٦)

الحمد للہ رب العلمین فقیر نے بھی یہ کتاب جو
کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے لکھی ہے تاکہ دین ودنیا کی آفتوں،
مصیبتوں، پریشانیوں سے سیّد دوعالم رحمتِ کائنات باعثِ ایجاد
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی برکت سے نجات ملے اور قبر کی
وحشت قبر کی ظلمت نیز دوزخ کے عذاب سے امن نصیب ہو۔
انشاءاللہ تعالیٰ جو مسلمان بھائی اس کتاب کو دل میں محبت وعظمتِ
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھ کر پڑھیگا اس کو دونوں جہان کی سعادتیں رحمتیں
برکتیں اور نعمتیں عطا ہونگی۔

نیز ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں رحمتوں کا کون اندازہ

کرے کتاب ''آبِ کوثر'' اس کا پڑھنا تو درکنار اس کو بعض احباب نے تقسیم کیا تو ان کی مصیبتیں آفتیں ختم ہوگئیں۔ پڑھ کر دیکھیں ''برکاتِ آبِ کوثر''۔

تیسری وجہ

حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے تذکرۃ الاولیا اس کے مقدمہ میں تحریر فرمایا کہ میں نے یہ کتاب کیوں لکھی۔ ایک وجہ یہ ہے کہ میری بخشش ہو جائے اور میری قبر کشادہ ہو۔ جیسے کہ یحییٰ عمار کو ان کے وصال کے بعد بعض حضرات نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ دربارِ الٰہی میں کیا پیش آیا تو یحییٰ عمار نے فرمایا جب میں دربارِ الٰہی میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے یحییٰ ہم تجھ سے بہت سخت جواب طلبی کرتے (ایک ایک بات کا حساب لیتے) مگر ہوا یوں کہ تو نے ایک محفل میں اس انداز سے ذکر کیا کہ ہمارا ایک دوست

(ولی) بھی وہاں موجود تھا وہ تیرے ذکر کو سن کر بہت خوش ہوا لہٰذا ہم نے تمہاری بخشش کر دی ہے۔ (مقدمہ تذکرۃ الاولیاء)

لہٰذا اگر ایک ولی کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے، بخشش ہو جاتی ہے تو بہت ممکن ہے کہ میری اس کتاب سے وہ خوش ہو جائیں جن کے سر پر اللہ تعالیٰ نے شفاعت کا تاج رکھا، جن کو رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا، جن کو نبیوں، رسولوں علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام کا سردار بنایا وہ خوش ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کیوں راضی نہ ہوگا، اور کیوں قبر جنت کا باغ نہ بنے گی۔

وماذالك على الله بعزيز۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سید العالمین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

چوتھی وجہ

یہ کہ سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے سرکاری

فرمان مبارک ہوتا کہ حسان کیلئے منبر رکھو تو ثنا خوانِ مصطفیٰ ﷺ
سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا جاتا اس پر بیٹھ کر سناؤ،
سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ اس منبر پر بیٹھ کر حضور نبی اکرم حبیب
مکرم ﷺ کے دشمنوں، گستاخوں کی ہجو کرتے اور سرکار علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرتے تو اس کے صلہ میں سیّد العٰلمین
ﷺ سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ کو دعا سے نوازتے:

”اے حسان اللہ تعالیٰ تیری جبریل کے ذریعہ مدد فرمائے
اور تیرے منہ کو سلامت رکھے“

اسی امید پر فقیر نے بھی چند کتابیں لکھی ہیں کہ کرم والے
کی نظرِ کرم ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہو نیز اہل وعیال
اولاد واحباب ومتوسلین سمیت جنت الفردوس پہنچ جاؤں۔

وھو علیٰ مایشآء قدیر۔

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی النبی
المختار سیّد الابرار زین المرسلین الاخیار

وعلیٰ آلہ واصحابہ اولی الایدی والابصار الی
یوم القرار۔

فقیر حقیر ابوسعید محمد امین غفرلہ ولوالدیہ ولاحبابہ

محمد پورہ - فیصل آباد

۲۱ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

خاتمہ

چند نصیحت کی باتیں

الدین النصیحۃ - دین خیر خواہی کا نام ہے۔

میں نے یہ کتاب مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے لیے لکھی ہے، پڑھیں اور اپنا نظریہ درست کریں انشاء اللہ اس کے پڑھنے سے فائدہ ہوگا اور اگر حاضر و ناظر کے متعلق سنی سنائی باتوں سے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہو چکے ہوں تو بفضلہٖ تعالیٰ دور ہوں گے بشرطیکہ دل میں محبت و عظمتِ مصطفیٰ ﷺ موجود ہو کیونکہ محبتِ رسول ﷺ ہی سب کچھ ہے مفکرِ مشرق علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

روحِ ایماں مغزِ قرآں جانِ دین
ہست حبِّ رحمۃ للعلمین

یعنی ایمان کی روح، قرآن کا مغز اور دین کی جان رحمتِ کائنات

فخرِ موجودات ﷺ کی محبت ہے۔

لہٰذا اگر حبیبِ خدا سیّد انبیاء ﷺ کی محبت نہ ہو تو سب بربریت ہے علامہ اقبال مرحوم کا ہی قول ہے:

بمصطفیٰ (ﷺ) برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی ست

یعنی اے بندے تو اپنے کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دے کہ سارا دین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہے، اور اگر تو مصطفیٰ ﷺ تک نہ پہنچا تو تیرا سب کچھ ہی ابولہب ہے۔

اے میرے عزیز قبر میں عقیدے کا سوال ہوگا منکر نکیر تین سوال کریں گے:

۱. من ربک — تیرا رب کون ہے؟

۲. مادینک — تیرا دین کیا ہے؟

۳. ما کنت تقول فی ھذا الرجل

یہ جو تجھے نظر آ رہے ہیں ان کو پہچان یہ کون ہیں۔

میرے عزیز جس بچے کو صحیح سبق یاد کرایا گیا ہو وہ امتحان کے وقت صحیح جواب دے سکے گا مثلاً بچے کو استاد نے یاد کرایا دو اور دو چار تو جب ممتحن امتحان کے وقت ایسے بچے سے سوال کرے گا بیٹا بتا دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو وہ فوراً کہے گا، دو اور دو چار ہوتے ہیں تو وہ صحیح جواب کی وجہ سے پاس ہو کر اعلیٰ مقام کا حقدار ہوگا، اور دنیا میں عزت آبرو حاصل کرلے گا۔ اور اگر بچے کو سبق ہی غلط یاد کرایا ہو مثلاً استاد نے بچے کو یاد کرایا دو اور دو تین تو جب ممتحن امتحان کے وقت سوال کرے گا بیٹا بتا دو اور دو کتنے تو چونکہ اس کو یاد ہی غلط کرایا گیا تھا لہٰذا وہ جواب میں کہے گا دو اور دو تین ہوتے ہیں تو وہ غلط جواب کی وجہ سے فیل ہو کر ذلت و رسوائی کا حقدار ہو گا یوں ہی اے میرے عزیز اگر تجھے تیرے علماء نے یاد کرایا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے قبر میں بھی جلوہ افروز ہوتے ہیں تو وہ منکر نکیر کے جواب میں بلا جھجک کہے گا ھذا محمد (ﷺ) جاننا بالبینات۔ اور اگر تجھے تیرے علماء نے

یہی یاد کرایا ہوگا۔ نبی علیہ السلام حاضر و ناظر نہیں تو تُو سوچ کر بتا تو کیسے کہے گا یہ میرے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں بلکہ پھر جواب میں یہی کہے گا ھاھا لا ادری اور غلط جواب کی وجہ سے فیل ہو کر قبر میں مار ہی کھاتا رہے گا۔

اسی نلیے علامہ حقی نے تفسیر روح البیان میں فرمایا اول الامر الاعتقاد۔ یعنی سب سے پہلا کام عقیدہ درست کرنا ہے۔

اے میرے مسلمان بھائی ذرا غور کر کہ اتنے جلیل القدر علماء محدثین کرام نے سرکار ﷺ کو اعمالِ امت پر حاضر و ناظر مانا مثلاً:

۱۔ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی

۲۔ حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی

۳۔ حضرت علامہ نورالدین حلبی

۴۔ مفسرِ قرآن علامہ اسمٰعیل حقی صاحبِ تفسیر روح البیان

۵۔ مفسرِ قرآن علامہ سیّد محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی

۶۔ عارف باللہ مولانا جلال الدین رومی صاحب مثنوی شریف

۷۔ سیّدی عبدالکریم جیلی

۸۔ علامہ قسطلانی صاحبِ مواہب لدنیہ

۹۔ علامہ عبدالباقی زرقانی

۱۰۔ حضرت سیّدی ابوالعباس مرسی

۱۱۔ حضرت عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی

۱۲۔ سیّدنا امام غزالی صاحبِ احیاء العلوم

۱۳۔ ملاں علی قاری صاحبِ مرقاۃ

۱۵۔ عارف باللہ محمد بن عثمان میرغنی

۱۶۔ سیّدنا امام ربانی مجدّد الف ثانی

۱۷۔ حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی

۱۸۔ شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری

۱۹۔ شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین سہروردی

۲۰۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی

۲۱۔ عارف باللہ حضرت شیخ احمد

۲۲۔ سیّدی تاج الدین ابن عطاء اللہ سکندری

۲۳۔ شیخ احمد رفاعی

۲۴۔ خواجہ محمد نبیرہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی

۲۷۔ امام عبدالوہاب شعرانی (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

اے میرے عزیز سوچ اور غور کر کہ حق کس طرف ہے!

میری آپ سے یہی اپیل ہے کہ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان اور جن علماء کے دل میں عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے انہیں کی بات سن!

نیز مندرجہ ذیل دو واقعات کو ایمان کی نظروں سے پڑھ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تیرے لیے اپنے حبیب رحمتِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا دروازہ کھول دے اور ہمارا نام بھی سعادتمندوں میں لکھا جائے۔

واقعہ:

شیخ المشائخ شیخ کبیر عارف باللہ سیّد محمد بن احمد بلخی قدس
سرہ نے فرمایا میں جوانی کے عالم میں بلخ سے بغداد کی طرف سرکار
غوثِ اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی نیت سے
روانہ ہوا جب میں بغداد شریف حاضر ہوا تو سرکار غوثِ اعظم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ عصر کی نماز اپنے مدرسہ میں ادا فرما رہے تھے جوں ہی
آپ نے سلام پھیرا لوگ سلام اور دست بوسی کے لیے اُمڈ پڑے
میں بھی آگے بڑھا سلام عرض کیا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو
سرکار نے مسکرا کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا مرحبا اے بلخی اے
محمد، حالانکہ اس سے قبل میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا تو سرکار
محبوب سبحانی قدس سرہ نے فرمایا اے بلخی اللہ تعالیٰ تیرے مرتبہ اور
تیری نیت کو جانتا ہے۔ سرکار رحمہ اللہ کا یہ ارشاد گویا زخموں کی دوا
تھی اور بیمار کی شفا تھی۔ بس میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور
ہیبت سے میرے فرائص (کندھوں کے پیچھے نرم ہڈی) کانپنے

لگے۔ اب مجھے ساری مخلوق سے وحشت ونفرت ہوگئی اور میں نے
ایسی مسرت محسوس کی جسے میں بیان نہیں کرسکتا پھر یہ معاملہ روز
بروز بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک رات جب میں اپنے
ورد ووظائف پڑھنے کے لیے اٹھا، رات اندھیری تھی یکا یک دو
بزرگ نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں ایک نوری خلعت تھی اور
دوسرے کے ہاتھ میں پیالہ تھا، اور فرمایا میں علی ابنِ ابی طالب
ہوں (کرم اللہ وجہہ الکریم) اور یہ دوسرے بزرگ ملائکہ مقرّبین
سے ہیں یہ پیالہ تو شرابِ محبت کا ہے اور یہ خلعت خلعتِ رضا ہے
پھر آپ نے مجھے وہ خلعت پہنا دی اور پیالہ پینے کے لیے دیا۔
اس خلعت کے نور سے مشرق ومغرب منور ہوگئے اور اس پیالہ
کے پینے سے مجھ پر غیبوں کے اسرار کھل گئے اور اولیاء کرام کے
مقامات ودیگر عجائبات روشن ہوگئے پھر میں نے ایک مقام دیکھا
جس کے دیکھنے سے عقل وفکر گم ہوجائیں اس کی ہیبت سے اولیاء
کرام کی گردنیں جھک جائیں اسکے انوار سے بصیرت کی آنکھیں

چندھیا جائیں اس کے سامنے کروبین، روحانین، مقربین میں
سے جو بھی آتا اس مقام کی ہیبت اور تعظیم کی وجہ سے ان کی کمر
جھک جاتی اور دیکھنے والا یہ جان لیتا کہ کسی واصل کو کوئی مرتبہ ملتا
ہے کسی محبوب کو کوئی سر عطا ہوتا ہے کسی عارف کو کوئی علم لدنی ملتا
ہے کسی ولی کو کوئی تصرف عطا ہوتا ہے کسی مقرب کو مرتبہ تمکین عطا
ہوتا ہے سب کا سب اجمالاً تفصیلاً کلاً بعضاً سب کچھ اسی مقام سے
ملتا ہے میں کچھ عرصہ وہیں ٹھہرا رہا کہ میری اس مقدس مقام پر نظر
نہیں ٹھہر سکتی تھی پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مجھے اس پر نظر کرنے کی
قوت عطا ہوئی لیکن میں اس مقام مبارک کے سامنے نہیں ہوسکتا
تھا پھر کچھ عرصہ بعد مجھے سامنے ہونے کی قوت عطا ہوئی لیکن میں
یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ اس برتر مقام کے اندر کون ہے پھر عرصہ بعد
مجھے قوت عطا ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس میں باعثِ ایجاد عالم
رسول اکرم ﷺ ہیں۔

حضور علیہ السلام کے ایک طرف سیّدنا آدم علیہ السلام

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام، سیّدنا جبریل علیہ السلام ہیں اور ایک
طرف سیّدنا نوح علیہ السلام، سیّدنا موسیٰ علیہ السلام، سیّدنا عیسیٰ
علیہ السلام ہیں اور سیّد العلمین ﷺ کے سامنے اکابر صحابہ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور پھر اولیاء عظام حلقہ باندھے
کھڑے ہیں اور سب کے سب یوں ہیبت کی وجہ سے باادب ہیں
جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (یعنی حرکت نہیں
کرتے تھے) اور صحابہ کرام میں سے میں نے جن کو پہچانا وہ سیّدنا
صدیقِ اکبر، سیّدنا فاروقِ اعظم، سیّدنا عثمان غنی، سیّدنا مولیٰ علی،
سیّدنا حمزہ، سیّدنا عباس تھے، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور
اولیاء کرام میں سے جن کو میں نے پہچانا وہ حضرت معروف کرخی،
حضرت سرّی سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سہل تستری،
حضرت تاج العارفین ابوالوفا اور حضرت شیخ عبدالقادر محبوبِ
سبحانی، حضرت شیخ عدی، حضرت شیخ احمد رفاعی تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اور صحابہ کرام میں سے حضور ﷺ کے قریب تر سیّدنا صدیقِ اکبر

رضی اللہ عنہ تھے اور اولیاء کرام میں سب سے قریب غوثِ اعظم
محبوب سبحانی تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میں نے کسی کہنے والے
کو کہتے سنا کہ حبیب خدا ﷺ اللہ تعالیٰ کے دربار میں مقامِ اعلیٰ
پر حاضر رہتے ہیں کہ جس مقام کی طرف انبیاء ومرسلین ملائکہ
مقربین میں سے کسی کو نظر کرنے کی طاقت نہیں ہے اور جب
نبیوں رسولوں (علیہم السلام) اور ملائکہ مقربین کو اور اولیاء کاملین
کو حضور ﷺ کے دیدار کا شوق پیدا ہوتا ہے تو محبوب
کبریا ﷺ اس مقامِ اعلیٰ سے اس مقام میں نزول فرماتے ہیں تو
اس مقام کے انوار حضور ﷺ کے دیدار سے اور بڑھ جاتے ہیں
اور اسکے احوال پاکیزہ تر ہو جاتے ہیں اور حضور ﷺ کی برکت
سے اس مقام کی شان اور مرتبہ اور بڑھ جاتا ہے پھر سیّد دو عالم
ﷺ جب چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کے دربار مقام اعلیٰ میں تشریف
لے جاتے ہیں اس پر سب نے کہا سمعنا واطعنا
غفرانک ربنا والیک المصیر۔ پھر میرے لیے ایک نور

چمکا جس نے مجھے ہر مشہود سے غائب کر دیا اور میں تین سال اسی
حال پر رہا پھر میں نے دیکھا کہ میں سامرا میں ہوں اور حضور غوثِ
اعظم رضی اللہ عنہ نے میرے سینہ پر ہاتھ مبارک رکھا ہوا ہے اور
میری طرف تمیز لوٹ آئی ااور حضور محبوبِ سبحانی قدس سرہ نے
فرمایا اے بلخی مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تجھے تیرے وجود کی طرف
واپس لوٹاؤں اور تجھ سے تجلی قہر سلب کرلوں، پھر سرکار غوثِ اعظم
رضی اللہ عنہ نے مجھ سے سارا ماجرا جو میں نے دیکھا ازاوّل تا آخر
بیان فرمادیا۔ پھر فرمایا میں نے رسول اکرم ﷺ سے سات مرتبہ
عرض کی تھی تب تجھے اس مقام کی طرف نظر کرنے کی قوت عطا
ہوئی پھر سات مرتبہ عرض کیا تو تُو اس مقام کے سامنے ہوا پھر
سات مرتبہ عرض کی تو تجھے دکھایا گیا کہ اس کے اندر کون ہے پھر
سات مرتبہ عرض کی تو تُو نے منادی کی ندا سنی پھر میں نے دربارِ
الٰہی میں سات مرتبہ دعا کی پھر تجھے اس نور کی چمک نے وہاں
سے یہاں پہنچا دیا نیز اس سے پہلے میں نے تیرے لیے ستر بار دعا

کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے نوری خلعت اور پیالہ بھیجا تھا۔
والحمد للہ رب العالمین۔ (سعادۃ الدارین ص:۴۶۳)

خواجۂ خواجگان خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا:

☆ عام مومنوں کے مقام کی انتہا ولیوں کے مقام کی ابتدا ہے!

☆ اور ولیوں کے مقام کی انتہا شہیدوں کے مقام کی ابتدا ہے!

☆ شہیدوں کے مقام کی انتہا صدیقوں کے مقام کی ابتدا ہے!

☆ صدیقوں کے مقام کی انتہا نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے!

☆ نبیوں علیہم السلام کے مقام کی انتہا رسولوں کے مقام کی ابتدا ہے!

☆ رسولوں علیہم السلام کے مقام کی انتہا اُولوالعزم کے مقام کی ابتدا ہے!

☆ اُولوالعزم کے مقام کی انتہا حبیبِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی ابتدا ہے!

☆ اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی انتہا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں .... (تذکرہ مشائخِ نقشبندیہ ص:۵۸)

میرے عزیز! ان واقعات پر غور کر اور ایمان کی نظروں سے دیکھ تا کہ تجھے کچھ پتہ چلے کہ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو اولیاءِ کرام جانتے ہیں، (وہ بھی وہاں تک کہ ان حضرات کی رسائی ہے اس سے اوپر کے مقام و مرتبہ کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اسی لیے

فرمایا: یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی) یا یہ علماء جانتے ہیں جو لفظوں کی بحث میں ہی اُلجھے ہوئے ہیں۔

اب یہ تیری مرضی ہے کہ اولیاءِ کرام کے ارشادات مبارکہ کو اپنائے یا اگر مگر کے چکر چلانے والوں کے پیچھے جائے۔

المرءُ مع من احب۔

روز قیامت انہیں کے ساتھ حشر ہوگا جن کی دل میں محبت ہوگی۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین
وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ اطیب الطیبین
اطھر الطاھرین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ

الطاهرات المطهرات امهات المؤمنين وذريته

واولياء امته وعلماء ملته اجمعيه۔

فقیر ابوسعید محمد امین غفرلہ ولوالدیہ ولاحبابہ

۲۱ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

تاثرات

(۱)

تقریظ

جامع معقول حاوی فروع واصول استاذ العلماء

سیدی المکرّم العلامہ مولانا غلام رسول صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سرور کائنات باعثِ ترجیح جائزات وایجاد ممکنات علیہ التحیہ والتسلیمات کو خالق کائنات جل وعلا نے روحانی تقدس عطا فرمایا اور ظاہر وباطن میں حقیقت محمدیہ کے بروز سے عالم کو مزین کرکے اسے آپ کے پیش نظر فرمایا اور آپ ﷺ کی روح مقدس کو ہر روحانی کمال بطریق اتم عطا فرمایا۔ جب ہر انسانی روح نور ساری طہارت حسی ومعنوی نفس الامر میں تمیز کامل

بصیرت عدم غفلت، قوت سریان اور موت اجرام کے عدم احساس سے موصوف ہے اور روحِ مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء یعسوب الارواح ہے اس لیے وہ تمام ارواح سے اعظم اقوی ہونے کے باعث ان تمام اوصاف سے موصوف ہوکر ساری کائنات کے علم اور رویت پر مشتمل ہے اور ہر شے اسکے پیشِ نظر اور علم میں ہے۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ ذکر کرتے ہیں:

اذابلغ احدکم مبلغ الرجال اطلعه تعالی علی موضع کل لقمة من این جاءت وعلی من یستحق اکلهامن الناس۔

فاضل محترم مولانا العلامہ ابوسعید محمد امین صاحب ''زادہ اللہ علما ومبلغا'' مذکور رسالہ میں مسئلہ حاضر وناظر کی تحقیق میں غایت قصوی کو پہنچے ہیں اور نصوص صریحہ، احادیث بہیہ، اقوال مرضیہ، شواہد سنیہ اور استدلالات سطیعہ سے رسالہ رفیعہ کو مزین کر کے قلوب غلف اور روح کسل کو بیدار کیا ہے۔ یقیناً اس

رسالہ کے مطالعہ سے حاضر وناظر کے مسئلہ میں منجملہ شکوک مرتفع ہوجاتے ہیں اور روح صافی مطمئن ہوکر مقام اصلی اختیار کرسکتی ہے جو اسے زمرہ عباد میں دخول سے حاصل ہوسکتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند قدوس علامہ موصوف کو مزید تحقیق وتدقیق اور ابلاغ کی قوت عطا فرمائے۔ آمین

دعاجو

غلام رسول غفرلہ

خادم الحدیث بجامعہ رضویہ فیصل آباد

(۲)

تاثرات

حضرت مولانا مفتی عبدالوہاب چشتی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بعد حمد متواتر خالق انس وجاں ونعت متکاثر باعث وجود کون ومکاں کہ اہلسنت والجماعت میں ایسے عظیم علماء حق ومجاہد ملت موجود ہیں جو اپنی علمی اور روحانی فیض سے عالم کو منور فرما رہے ہیں جن میں خصوصیت سے قابل ذکر شخصیت فقیہ عصر مجاہد ملت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ کی ذات ہے جن کے سینے اور قلم سے امت مصطفیٰ مستفید ہو رہے ہیں۔

حضرت صاحب کی بے شمار کتب عام فہم کہ ایک مبتدی طالب علم بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے اور ایک عالم دین بھی اپنی علمی استعداد کے مطابق مستفید ہوسکتا ہے۔

حضرت صاحب کی کتاب عظمت نام مصطفیٰ، آب کوثر، الانتباہ دعوت غور وفکر کا مطالعہ کیا خاص طور پر جو کہ عام طور مسئلہ حاضر وناظر میں کافی کلام ہوتا ہے حضرت صاحب کی تصنیف (حاضر وناظر رسول) نے اس تشنگی کو ختم کردیا اور ہر طرح سے مدلل ومرتب کتاب ناظرین کیلئے تصنیف فرما کرامت مصطفیٰ کیلئے تمام تر مشکلات کو حل فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب قبلہ کو عمر دراز عطا فرمائے تاکہ دین متین کی خدمت فرماتے رہیں اور امت مصطفیٰ کو فیض عطا فرماتے رہیں۔آمین ثم آمین

فقیر مفتی عبدالوھاب چشتی

(۳)

تقریظ از

حضرت علامہ مولانا محمد یونس شاکر القادری

مدرس جامعہ انوار القرآن کراچی

حضرت العلام قبلہ مفتی محمد امین صاحب نقشبندی دامت برکاتہم القدسیہ کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ ترویج واشاعت دین میں حضرت کا ایک مقام ہے۔ اپنی تصانیف وملفوضات کے ذریعے احقاق حق وابطال باطل کا فریضہ نہایت حسن وخوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کتاب سے قبل بھی حضرت نے متعدد کتب ورسائل تصنیف فرمائے ہیں جن میں بالخصوص کتاب ''آب کوثر'' کوعوام وخواص میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔

زبردست کتاب ''حاضروناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' حضرت کی

ایک اور سعی جمیل ہے۔ جس میں قرآن وحدیث واقوال اکابرین کے دلائل کو بڑی خوبی کے ساتھ جمع فرمایا گیا ہے اور ساتھ ہی مخالفین کے اکابرین کے حوالے بھی نقل فرماکر جادلھم والتی ھی احسن پرعمل فرمایا ہے۔

فقیر خود کو اس کتاب کی تقریظ لکھنے کا اہل نہیں پاتا لیکن محبی قبلہ سید محمود حسین شاہ صاحب کے حکم پر کتاب کا مطالعہ کیا تو کتاب کو ہر لحاظ سے عمدہ پایا۔ کتاب دلائل سے آراستہ اور عام فہم ہے کہ عام قاری کو بھی نفس مسئلہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔

ماشاء اللہ بزم امینیہ رضویہ کراچی کو یہ سعادت حاصل ہورہی ہے کہ حضرت کی اس کتاب کوشائع کررہی ہے۔

سید محمود حسین شاہ صاحب لائق صد تحسین ہیں کہ اُن کی بدولت بزم کی سلسلہ اشاعت کی یہ ۳۵ ویں کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مسلمانوں کیلئے نافع مصنف وناشرین ومعاونین بزم کیلئے ذریعہ نجات بنائے آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر محمد یونس شاکر القادری

مدرس جامعہ انوار القرآن (شاخ دار العلوم امجدیہ)

مدنی مسجد گلشن اقبال کراچی

۹ نومبر ۱۹۹۹ء

(۴)

تاثرات

حضرت مولانا عطاء المصطفےٰ صاحب اعظمی

دار العلوم امجدیہ کراچی

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ النجباء البررۃ الکرام۔

جب سے مسلمانوں پر انگریزوں کا تسلط ہوا اور انگریزوں نے چند بکاؤ علماء کو اپنے وظیفوں سے خرید لیا اس وقت سے مسئلہ حاضر وناظر یعنی ہمارے آقاء ومولیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر وناظر ہونا باعث نزاع بن گیا۔

جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر ابتک تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ ہمارے پیارے

نبی ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حاضر وناظر بنا کر مبعوث فرمایا۔

یہ امر تو مسلم ہے کہ نبی اکرم ﷺ قیامت کے دن امت کے اعمال پر گواہی دیں گے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب آپ ﷺ امت کو ملاحظہ فرما رہے ہوں اور کائنات کے تمام امور آپ پر منکشف ہوں۔

اور قبر میں بعد دفن میت سے منکر نکیر کے سوالات بھی امر مسلم سے ہے۔

جبکہ اس میں تیسرا سوال ہے:

ما کنت تقول فی ھذا الرجل؟

حدیث کا لفظ ھــذا دلالت کرتا ہے اشارہ قریب پر لہٰذا معلوم ہوا حضور وہاں حاضر ہیں۔

اور دنیا کے نہ جانے کس کس کونے میں بیک وقت انسان مرتے ہیں اور ہر قبر والے سے یہی سوال ہوتا ہے۔ اس حدیث سے بھی حضور کا حاضر وناظر ہونا ثابت ہے۔

زیر نظر کتاب ''حاضر وناظر رسول ﷺ'' میں فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم نے اس نزاعی مسئلہ کو کتاب وسنت اور کتب تفاسیر سے بلکہ خود حاضر وناظر نہ ماننے والے بددین دیوبندی اور وہابی مذہب کے اکابر وپیشوا کی کتابوں سے کماحقہ ثابت فرما کر احقاق حق اور ابطال باطل فرمایا اور زبان بھی بڑی سادہ سلیس استعمال فرمائی کہ ہر ادنی سی عقل رکھنے والا حق سمجھنے کی غرض سے پڑھے تو یقیناً رہنمائی حاصل ہوگی اور نہ ماننے والوں کے لئے ہزار ہا دلائل بھی ناکافی ہیں۔

مولا تعالیٰ مصنف کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور اس کتاب کے ذریعہ عوام الناس وخواص کو نفع پہنچائے اور ان کے قلم میں مزید قوت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید الامین

اور اس کتاب کی اشاعتِ نو کی ذمہ داری بزم امینیہ رضویہ کراچی نے اٹھائی اللہ تعالیٰ اس بزم کو اور اسکے اراکین خصوصاً مولوی محمود حسین شاہ صاحب کو دن دونی رات چوگنی

ترقیاں عطا فرمائے اور مسلک حق کی اشاعت وترویج کی مزید ہمت ووسائل عطا فرمائے کہ اسی طرح علمائے حقہ کی کتب شائع وعام کرتے رہیں۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم۔

احقر العباد عطاء المصطفیٰ اعظمی

خادم العلم والافتاء دار العلوم امجدیہ

عالمگیر روڈ کراچی

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ/ ۱ستمبر ۱۹۹۹ء

(۵)

تاثرات

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب حنفی

دار العلوم امجدیہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سرکار دو عالم ﷺ کے اوصاف وکمالات اور مراتب علیا بے حد وبے شمار ہیں اور مسلمان ان سب کو تسلیم کرتا ہے مگر اس دور میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوگئے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے مسلمہ فضائل اور اوصاف کا انکار کرتے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ حاضر وناظر بھی ہے جس کا منکرین کمالات رسالت نہ صرف یہ کہ انکار کرتے ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کو حاضر ناظر ماننا شرک قرار دیتے ہیں اور یہ دراصل شریعت پر ان کا بہتان وافتراء ہے۔ عقیدہ حاظر وناظر ایسا مسلمہ نظریہ ہے جس کے متعلق سلف اور خلف میں اختلاف وانکار نہیں۔ ایسے مسلمہ الثبوت نظریہ کے

بارے میں موجودہ دور میں کچھ لوگوں کا اس کے متعلق اختلاف
اور انکار سوائے ضد کے اور کچھ نہیں۔

حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ
نے بڑے نفیس انداز میں اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور اپنی
تصنیف بنام ''حاظر و ناظر رسول'' میں قرآن و حدیث اور اقوال
علماء حق سے اس مسئلے کو ثابت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے حاضر
و ناظر ہونے کے حوالہ سے منکرین جو اعتراضات کرتے
ہیں حضرت مفتی صاحب نے نہ صرف ان سب کا مدلل طریقہ سے
رد فرمایا بلکہ منکرین حاضر و ناظر جنہیں اپنا عالم تسلیم کرتے ہیں ان
کے وہ اقوال بھی ذکر کئے ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کا حاضر
و ناظر ہونا ثابت ہے اور یہ وہ حقیقت ہے جس کے بارے میں کہا
گیا ہے: الفضل ما شہدت بہ الاعداء اللہ تبارک وتعالیٰ
سے دعا ہے کہ وہ مصنف کی اس کوشش کو زیور قبولیت سے آراستہ
فرمائے اور مسلمانوں کو اس تصنیف سے مستفیض ہونے کی توفیق

عنایت فرمائے اور منکرین عقیدہ حاضر و ناظر کی گمراہی سے محفوظ
فرمائے اور انہیں قبول حق کی توفیق عنایت فرمائے۔

مفتی عبدالعزیز حنفی غفرلہ
دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی
۱۰ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ / ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء

(٦)

سید محمد عارف شاہ کاظمی

ایم اے عربک، ایم اے اسلامیات

فاضل علوم شرقیہ کراچی

آج میرے پاس حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب کی کتاب حاضر ناظر رسول ﷺ آئی اور یہ کہا گیا کہ میں اس کتاب کو پڑھ کر اس پر تبصرہ کروں۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد میرے پاس وہ الفاظ نہیں جو میں زیرِ تحریر لاسکوں۔ کیونکہ علامہ صاحب نے اس کتاب حاضر وناظر رسول ﷺ میں وہ سب کچھ تحریر کردیا جو آج وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی ایجنٹوں نے مسلمانوں کا لباس پہن کر یہ بات پھیلائی کہ نعوذ باللہ نبی اکرم ﷺ ایک عام بشر تھے مر گئے اور مرنے کے بعد ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ مفتی صاحب نے ایسے ہی لوگوں کے

منہ پر طمانچہ رسید کیا۔ اس کتاب کو لکھ کر کیونکہ کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ حاضر وناظر ہیں۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی مالک الملک ہے وہ زندہ کرتا ہے وہ مارتا ہے وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ وہ جو چیز بھی خلق کرتا ہے بغیر وسیلہ کے خلق نہیں کرتا۔ اگر آپ سے کہا جائے کہ اس چھت پر چڑھ جاؤ تو آپ چھت پر کیسے جائیں گے بغیر کسی سہارے کے۔ اس کے لیے آپ کو یقیناً سہارا لینا پڑے گا رسی یا سیڑھی کا۔ تو جب ہم چھت پر جانے کے لیے رسی یا سیڑھی جیسی حقیر چیز کا سہارا لیتے ہیں تو وہ خدا وحدہ لاشریک جو ساری کائنات کا خالق ہے اس کے پاس بغیر کسی وسیلہ کے پہنچ جائیں گے۔ نہیں یقیناً اس کے لیے آپ کو عالمین کے لے رحمت سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا سہارا لینا پڑے گا۔ بعیر ان کی شفاعت کے ہمارا کچھ نہیں بنے گا۔ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سچے

برحق رسول ہیں اور پھر ہم نماز میں کہتے ہیں السلام علیک
ایہا النبی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں
حاضر وناظر ہیں۔ مفتی صاحب نے اپنے زور قلم سے آج اس
مسئلہ کو حل کردیا جو کافی عرصہ سے امت مسلمہ میں یہ پھیلا ہوا تھا۔
مفتی صاحب کی یہ کتاب آج ہر مسلمان کے گھر میں ہونا لازمی
ہے جو اس کتاب کو خود بھی پڑھے اور دوسرے کو بھی پڑھوائے۔

میں دعا گو ہوں حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب کے
لیے پروردگار عالم ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

(٧)

جامع المعقول والمنقول الادیب الاریب
العلامہ مولانا محمد عبداللہ القادری
مہتمم جامعہ حنفیہ قصور شریف

الحمد لمن هو علی كل شئ القادر
والصلوة علی النبی الاول والاخر والسلام علی
الرسول الحاضر والناظر وعلی اله واصحابه
الذين ايدوالدين وحفظوه عن الزنادقة
والفواحش والملاحدة والفواجر فبعد قد
طالعت من مقامات شتى الرسالة االمباركة
والعجالة النافعة الحاضر والناظر التى الفها الفاضل
المتين عمدة المحققين زبدة المدققين
الحضرة العلامة مولانا الحاج المفتى ابوسعيد

محمد امين رقاه الله عن كل شرٍ مهين۔

فوجدت هذه الرسالة غيثا العاطش الاقوال المرضية وغوثاً لواجد البراهين القوية ومغيثاً لطالب الاعتقادات الصحيحة ورجوماً علٰى كل ماردٍ ومردود وفوساً علٰى كل واه ومطرود۔

هذه الرسالة حرز للسنى (اهل السنة كثرهم اللّٰه تعالٰى) يقيناً وجنة" عن الديابنة (هداهم اللّٰه تعالٰى) اذعاناً وضربة علٰى الفرقة الوهابية الخبيثة ايقاناً۔

جزاه اللّٰه والقارئين جزاءً كفيلا ورفع درجاته والمتين رفعاً جليلاً وكفاه والستنبطين كفاءً جميلاً وقبل سعيه والسامعين قبولا حسناً فشكر اللّٰه تبليغه

وامد بالبراهين لقمع الملحدين بجاه سيد المرسلين سيدنا محمد صلى الله عليه وعلٰى الهٖ واصحابهٖ اجمعين آمين يارب العٰلمين۔

المقرظ

فقير ابو العلا محمد عبدالله القادری الاشرفی الرضوی

خادم الحديث والافتاء والناظم

الدار العلوم الجامعه الحنفيه رجسترد قصور

(٨)

استاذ العلماء بحر العلوم العلامة

السید محمد افضل حسین دامت برکاتہم

امین الفتویٰ بدار الافتاء بریلی شریف

بسم الله الرحمٰن الرحیم۔

احسن الثناء وافضل المحامد لله العلیم
الخبیر الکبیر الواحد العلی القوی القادر
الماجد ۔الذی حمدہ نبی اللّٰہ المشهود الحامد
نور اللّٰہ المنیر المحمود الشاهد حبیب اللّٰہ
البشیر الباطن الظاهر ۔صفی اللّٰہ النذیر العاقب
الحاشر ۔خلیل اللّٰہ الامین الاول الآخر ۔نعمة
اللّٰہ الماعون الحاضر الناظر ۔والصلوٰة والسلام
الاکملان الافضلان ۔علی من اوتی الحکمة
والفرقان۔ وارسل شاهداً وعلم البیان وبعثه

الی کافة الخلق ربه الرحمٰن ۔وامر بطاعته
سائر الانس والجان ۔وعلیٰ اله البررة الکرام
ماتعاقبت اللیالی والایام وتقارنت الصحف
والاقلام۔ دائمین متلازمین علی الدوام
وبعد فیقول الراجی رحمة رب الکونین
المفتی السید محمد افضل حسین حماہ ربه
عن کل عین وشین۔ انی قد طالعت کتاب
الحاضر ولناظر وجدته فی مسئلة الحاضر
والناظر ۔مشتملا علی الاحادیث واقوال
الاکابر ۔فللّٰہ در المولف الناصر للدین المتین
العلامة الفهامة مولانا المفتی محمد امین۔
لازال فیضان اقلامه الی یوم الدین۔ حیث اتی
فیه بمایشوق الخواطر۔ ویروق النواظر
ویجلو البصائر ۔ویحوی الفوائد ویصفو السرائر۔

ویقلع الرین ویقشع الغین ویقوالعین والصلوٰۃ
والسلام علی خیر الانام۔وعلی الہ الکرام
الی یوم القیام۔

کتبہ:

المفتی السید محمد افضل حسین غفرلہ

مالک النشائین

یوم الخمیس التاسع عشرمن شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ

(۹)

تاثرات

حضرت مولانا مختار احمد صاحب قادری کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ شاھداً ومبشراً
ونذیراً الصلوٰۃ والسلام علی من کان والآن
حاضر وناظر وعلی من تبعہ مصلیا ومسلما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد میں نے فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی محمد امین
مدظلہ العالی کی کتاب حاضر وناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کیا اگرچہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کا مسئلہ سمجھانا بالخصوص عوام کو
سمجھانا بہت مشکل کام ہے کیوں کہ عوام الناس کی زبان سے اکثر
یہ سننے میں آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حاضر وناظر ہے اگرچہ ان
دونوں لفظوں کا استعمال لغوی معنی کے اعتبار سے اور شرعی
اطلاقات کے اعتبار سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے جائز نہیں ہے

لیکن عوام میں یہ مشہور ہو گئے لیکن یہ دونوں الفاظ جب سنی اپنے
پیارے مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس میں بولتے ہیں تو بعض عوام
الناس کو حیرت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہابی اکثر و بیشتر جب سنی
علماء کو مناظرے کا چیلنج کرتے ہیں تو حاضر و ناظر کے بحث کا چیلنج
کرتے ہیں۔ اس حاضر و ناظر کی موضوع علماء اہلسنت نے کئی
کتابیں عوام تک پہنچائیں۔ مفتی محمد امین صاحب کی یہ کتاب اس
موضوع پر بہت موزوں ہے۔ آپ نے اس مسئلے کو ادلہ شرعیہ میں
سب سے پہلے خالق کائنات کی لاریب کتاب قرآن مبین سے
ثابت کیا اور اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے
دلیل لائے ہیں۔

ایک اہم کام مفتی صاحب نے یہ کیا کہ اس مسئلہ کو جید علماء
کرام کی اقوال سے ثابت کیا بالخصوص صفحہ ۳۳ پر مولوی عبدالحیٔ
لکھنوی کا قول اور صفحہ ۳۲ اور صفحہ ۳۴ پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا
قول پھر اسکے بعد حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان کا

قول اور سونے پر سہاگہ خواجہ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا
قول لوحجب عنی رسول اللہ طرفۃ عین
ماعددت نفسی من المسلمین۔

(الحاوی للفتاوی صفحہ ۲۴۴/۱)

اس طرح صفحہ ۳۰ پر علامہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا
قول مواہب لدنیہ کے حوالے سے اور بالخصوص صفحہ ۴۱ پر عارف
باللہ علامہ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مبارک اس
مسئلہ کو نصف النہار کی طرح واضح کر دیا اگر کوئی شخص مذہبی تعصب
کی عینک اتار کر ان عبارات کو پڑھے اور اصل کتابوں سے اس کی
تصدیق کریں تو اس مسئلہ میں کوئی شک باقی نہیں رہے گا اسی
طرح مذکورہ علماء حق کے علاوہ مفتی صاحب نے کئی جید علماء کرام
کی کتابوں سے حوالہ دیا ان عبارات کے پڑھنے سے یہ بات
بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو حاضر
و ناظر ماننا یہ محض اعلحضرت مولنا الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا

اختراعی مسئلہ نہیں بلکہ اس مسئلہ پر تو علماء کا اجتماع ہے۔ چونکہ ۲۲ جون ذالحجہ ۱۴۱۹ھ کو برادرِ محترم شیخ الحدیث والتفسیر دارالعلوم امجدیہ کراچی حضرت علامہ افتخار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وشاگرد رشید مفتی اعظم پاکستان مفتی وقارالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال پرملال مسجد نبی ﷺ اور گنبدِ خضراء کے سائے میں ہوا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگرچہ یہ بڑی سعادت مندی کی بات ہے لیکن بھائی کے انتقال کی وجہ سے میری مصروفیات بہت بڑھ گئیں جس کی وجہ سے تقریظ لکھنے میں تاخیر ہوئی کیونکہ مولانا موصوف کے مولوی عبدالغفور فاضل دارالعلوم امجدیہ کئی دن پہلے تقریظ لکھنے کے لئے کتاب میرے حوالے کی تھی۔ عبدالغفور کے ذریعے مجھے یہ معلوم ہوا کہ مفتی محمد امین صاحب کی یہ بزم امینیہ رضویہ کراچی کے سرپرست مولٰنا سید محمود حسین شاہ صاحب دوبارہ شائع کرنے کا

ارادہ رکھتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کو اس کارِ خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

مفتی محمد امین صاحب نے یہ کتاب لکھ کرامت مسلمہ پر اور بالخصوص اہلسنت والجماعت پر خصوصی احسان فرمایا۔ اس کتاب کے پڑھنے سے جہاں قاری کے دل میں پیارے مصطفیٰ ﷺ کی عظمت پیدا ہوتی ہے وہاں ساتھ ساتھ حضور اکرم ﷺ کی محبت قلوب میں جاگزیں ہوتی ہے جو امت مسلمہ کے لئے ایک بہت بڑا سرمایہ ہے۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

جان ایماں مغز قرآں روحِ دیں
ہست حبِ رحمۃ للعالمین

خادم العلماء خاکسار
مختار احمد قادری
دارالعلوم امجدیہ کراچی
30.8.99

(۱۰)

مولانا علامہ حافظ معراج الاسلام صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حضور صاحب لولاک ﷺ کی شان حضور ونظر اور صفتِ
رویت ومشاہدہ کا مسئلہ جونزاعی صورت اختیار کر گیا ہے وہ اہل نظر
سے پوشیدہ نہیں۔ موضوع بڑا ہی نازک اور لطیف ہے۔ جسے اہل
علم نے اپنی اپنی شان کے مطابق نبھایا ہے۔ حال ہی میں اسی اہم
موضوع پر جناب قبلہ مفتی محمد امین صاحب کی نگارشات سے
استفادہ کا موقع ملا۔ حضرت نے عقلی ونقلی دلائل کے ساتھ جس
سادگی روانی اور ثقاہت کے ساتھ مسئلہ حل فرمایا ہے اسے دیکھتے
ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے موضوع کا حق ہی ادا نہیں کیا بلکہ اس میں
جان ڈال دی ہے اور قاری کو تازگی، روح کی بالیدگی اور یقین کی
پختگی کی صورت میں لازوال دولت دی ہے جو محبت کا سرور اور

دل کا نور بخشتی ہے۔

کتاب حاظر وناظر کی سطریں نور وعرفان کی بہتی نہریں
ہیں جن کے مطالعہ سے فارغ ہو کر قاری یوں محسوس کرتا ہے کہ
محبت کے دریا سے نکل آیا ہے اور اسکے روئیں روئیں سے محبت
رسول ﷺ کی شعائیں پھوٹ رہی ہیں جو حضور وقرب، تصور
وانہماک اور شوق ویقین کا ثمر ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ محبوب
کی رحمت ہم سے دور نہیں۔ یہ ذوق یقین وہ سرور وکیف بخشتا ہے
کہ ساری ذات جذب وسرور میں ڈوبی محسوس ہوتی ہے۔

غرض یہ مختصر رسالہ اسی لطیف موضوع پر صدق ویقین اور
درد وخلوص کی دولت اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ جس کا اثر
بڑا گہرا اور ایمان افروز ہے۔ افسوس یہی ہے کہ بہت مختصر ہے
جب قاری تاثرات وکیفیات کی دنیا میں کھو جاتا ہے تو رسالہ ختم
ہو جاتا ہے۔

امید ہے لگن اور اخلاص کا شاہکار جہاں اپنوں کے لیے

وجہ تسکین ہوگا وہاں خالی ذہن ہوکر پڑھنے والے منکر بھی اس سے
استفادہ کئے بغیر نہیں رہیں گے۔ دعا ہے ذوق وشوق کا یہ نمائندہ
رسالہ جس چاہت اور سوز کے ساتھ لکھا گیا ہے اللہ تعالیٰ اسی قدر
اس کا فیض عام کرے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد معراج الاسلام

(۱۱)

الورع التقی الفاضل العلامہ الحاج مولانا
ابوداؤد محمد صادق صاحب
خطیب زینت المساجد گوجرانوالہ

حضرت الفاضل العلامہ الحاج مولانا مفتی محمد امین صاحب
دامت برکاتہم کا ایمان افروز مقالہ روح پرور رسالہ فقیر کی
نظروں سے گذرا اور آفتاب رسالت ومہتاب ولایت کی
ضیا پاشیوں سے دل منور اور دماغ معطر ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ بحبیبہ الاعلیٰ
علیہ التحیۃ والثناء حضرت مصنف کے علم وعمل اور فیوض وبرکات
میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

اگرچہ مسئلہ حاضر وناظر کے متعلق علماء اہلسنت کے متعدد
رسائل وکتب منظر عام پر آچکی ہیں مگر ضرورت تھی کہ جیسا اس
موضوع پر ایک عام فہم رسالہ منظر عام پر آتا جس سے امت کی

رہنمائی کے لیے اکابر امت کے اقوال مبارکہ کا ذخیرہ ہوتا جس
سے ایک طرف تو عشاق امت کی مضبوطی ایمان کا سامان ہوتا اور
دوسری طرف ان بدنصیبوں پر اتمام حجت ہوتی جو نہ صرف اس
شان مصطفوی کے منکر ہیں بلکہ معاذ اللہ اس اعتقاد کو کفر وشرک
سے تعبیر کرتے ہیں۔ الحمد للہ کہ اس رسالہ کی تالیف سے یہ
ضرورت پوری ہوگئی جس میں اقوال اکابر کی روشنی میں نہایت
نفیس ترتیب ودلنشین انداز میں مسئلہ حاضر وناظر کو اجاگر کر کے
واضح کر دیا گیا ہے کہ حق یہی ہے جس پر اکابر امت اعتقاد رکھتے
اور بیان فرماتے چلے ائے ہیں اور یہی صراط مستقیم ہے اور بحکم
حدیث البرکۃ مع اکابرکم (کشف الغمہ) اسی میں
ساری برکت ہے اور شرک وبدعت کے بیوپاری ونجد ودیوبند کے
بھکاری افراد کا عقیدہ حاضر وناظر کو شرک قرار دینا سراسر حماقت
اور خود اپنا ایمان خطرہ میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اگر یہ عقیدہ
مبارکہ شرک ہوتا تو ایسے ایسے جلیلِ القدر اکابر امت محدثین

ومفسرین وائمہ دین ہرگز اس اہتمام سے اسے بیان نہ فرماتے اور
اگر معاذ اللہ اس عقیدۂ مبارکہ کے باعث اکابر امت بھی بزعمِ اہل
نجد ودیوبند شرک میں مبتلا ہیں تو پھر یہ ''شرک'' اہل سنت کے لیے
موجب ننگ وعار ہے اور نہ اہل نجد ودیوبند کو مسلمان کہلانے کا
کوئی حق ہے اس لیے کہ جب ان کے مذہب نامہذب میں اکابر
امت کا ایمان معتبر نہیں تو پھر منکرین شانِ رسالات وگستاخانِ
بارگاہِ نبوت کا اسلام کیونکر معتبر ہوسکتا ہے؟

محمد صادق غفرلہ،

گوجرانوالہ

(۱۲)

حب الرسول العلامہ الحاج مولانا

حافظ احسان الحق مدظلہ العالی

خطیب جامع مسجد ہجویری جناح کالونی فیصل آباد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

رسالہ مبارکہ مولفہ اخی فی اللہ الصوفی الصفی مولانا محمد امین، مہتمم مدرسہ امینیہ رضویہ محمد پور فیصل آباد کا متعدد مقامات سے مطالعہ کیا حق وثواب پر مشتمل پایا۔

مولےٰ تعالیٰ موصوف کی کوشش قبول فرمائے اور اہل اسلام کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔

رسالہ مذکور کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر اولیاء امت (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی صفت حاضر وناظر کو تسلیم کرتے ہیں۔

الحمد للہ ہم اہلسنت اسی کے قائل ہیں۔

اللّٰھم ثبتنا علیہ

الفقیر محمد احسان الحق قادری رضوی غفرلہ

ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

۲ رجب المرجب ۱۳۹۵ھ

(١٣)

تاثرات

علامہ عبدالحکیم شرف قادری زید شرفہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! یادگار اسلاف، پیکر زہد و تقویٰ، فقیہ العصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ موجودہ دور کے ان دیدہ ور علماء ومشائخ میں سے ہیں جنہوں نے زبانی تبلیغ کے ساتھ قلمی تبلیغ واشاعت کی اہمیت کو محسوس کیا ہے۔

الحمدللہ! ان کی تصانیف کی اشاعت لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ امینیہ رضویہ لائبریری کورنگی کراچی استاذ گرامی حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا رسالہ مبارکہ حاضر وناظر رسول شائع کر کے فری تقسیم کرنا چاہتی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے تو ہر جگہ ضوبار ہیں ہمارے دل کی سکرین ہی صاف نہ ہو تو ہمیں کیا دکھائی دے؟ یہ مسئلہ پڑھنا چاہتے ہوں تو حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی ایمانی اور روحانی تحریر پڑھیئے ایمان تازہ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ آمین

محمد عبدالحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۱۴ رجب ۱۴۲۰ھ/ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء

(۱۴)

حضرت مولانا مفتی ظفر علی صاحب نعمانی دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

حاضر وناظر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کتاب کے اکثر حصہ کو میں نے بغور دیکھا ہے۔ الحمد للہ کتاب بہت اچھی ہے اور بہت سنجیدہ پیرائے میں عقائدِ باطلہ کا رد کیا گیا ہے اور قرآن وحدیث سے مسلکِ اہلسنت کے حاضر وناظر مسئلے کو بہت اچھے پیرائے میں ثابت کیا گیا ہے جس سے پڑھے لکھے لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا اور خلوص ونیک نیتی سے پڑھنے والوں کے عقائد بھی درست ہو جائینگے اور ایمان کے اندر کامل ترقی پیدا ہوگی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مفتی محمد امین صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے

اور اللہ تعالیٰ انکو مزید توفیق عطا فرمائے۔ اس قسم کے مسائل پر اسی طرح سے مدلل تصنیف فرمائیں۔

والسلام

مفتی محمد ظفر علی نعمانی

مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی

۹۹-۱۰-۱۶

(۱۵)

حضرت علامہ مولانا فیض اللہ صاحب مدظلہم العالی

ڈیرہ اسمٰعیل خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمد اللہ المعطی ونصلی علیٰ رسولہ القاسم وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین ۔امابعد!

رسالہ مولفہ حاضر وناظر حضرت الفاضل مفتی ابوسعید محمد امین صاحب کا بندہ نے غور سے مطالعہ کیا۔ مسئلہ مذکورہ میں کافی پایا۔ اس سے مفصل تحقیق میری نظر سے نہیں گزری۔ مولف موصوف کی سعی عنداللہ مقبول ہو۔

مسخ امت نیست دردنیا مگر
بے بصیرت دل ازاں بدتر نگر

ورنہ اگر رسالہ ہذا کو نور ایمان سے مطالعہ کیا جائے رافع

شک وریب ضرور ہوگا اور خوئے بدرابہانہ بسیار کا علاج بغیر سکوت کے اور نہیں ہے۔

خود مولیٰ کریم جل وعلا کا فرمان ہے: النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم۔ بتقدیر معنی اقرب حضور کا مومنین سے حاضر وناظر بتاتا ہے کہ مومنوں کا مصائب وتکالیف میں پڑنا سرکار کو ناگوار ہے۔

ان کا تکالیف میں ہونا اس کو ملحوظ ہوتا ہے اور یہ حاضر وناظر ہونے کا ثمرہ ہے نیز پانچ وقت نماز میں السلام علیک ایھا النبی مومنوں کا کہنا باعتقاد حاضر وناظر ہونے حضور ﷺ کے مشہور ومعروف دلیل ہے ورنہ غائب کو خطاب دیوانوں کا رویہ ہے۔

پھر یہ مترددین خطاب کو تبدیل کرکے صیغۂ غائب سے نمازوں میں یاد کیا کریں۔ خدا تعالیٰ ہدایت فرمائے اور ہم سب کے دلوں میں عظمت مصطفیٰ ﷺ نقش کردے۔ آمین

هذا ما ظهر لی وعند الله العلم الجلی والخفی

وانا الفقیر المفتقر الی الله القدیر فیض الله جمالوی عفی عنہ

تحصیل وضلع ڈیرہ غازی خاں

(۱۶)

تاثرات شیخ القرآن، ابوالبیان، العلامہ الحاج مولانا غلام علی صاحب دامت برکاتہم العالیہ مہتمم جامعہ حنفیہ دار العلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

کتاب حاضر وناظر مولفہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب دام فیضہ کا مطالعہ کیا بحمدہ تعالیٰ اسکو مسلک اہلسنت وجماعت کے مطابق پایا۔

مسئلہ حاضر وناظر کے متعلق حضرت مفتی صاحب نے جو حوالہ جات درج فرمائے ہیں وہ صحیح ودرست ہیں اور مسئلہ متنازعہ فیہا کی صور مختلفہ کو سمجھنے میں ان سے کافی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔

حق جل شانہ مولف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے مستفیض ہونے کی توفیق مرحمت

فرمائے۔آمین

یاربنا الکریم بحرمۃ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ وعلی الہ افضل الصلوات والتسلیم۔

نمقہ بقلمہ الفقیر ابوالفضل غلام علی غفرلہ
خادم العلم الشریف بالجامعۃ الحنفیۃ اشرف المدارس اوکاڑہ

(۱۷)

تاثرات صاحبزادہ والاشان مولانا العلامہ الحاج
صاحبزادہ غلام محمد صاحب زید شرفہم
سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھور شریف ضلع میانوالی

حامداً ومصلیاً رسالہ موسومہ بہ حاضروناظر پڑھنے کا شرف حاصل ہوا جو کہ روح کے لیے تازگی اور ایمان کیلئے پختگی کا باعث ہوا بلکہ اہل اسلام کے لیے اطمینان وایقان اور زندگی کے سفر کے لیے بہترین نمونہ ہے کیونکہ اس پرآشوب دور میں کفروشرک کی تندوتیز آندھیاں چل رہی ہیں جس کے لیے ایسی تصنیف ایک قوی حصار ہے بالخصوص جب کہ بعض جماعتیں اسلام اور تبلیغ کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہی میں دھکیل رہی ہیں۔ان سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹانے کی فکر میں ہیں۔مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے ایمان بچانے کے لیے اس قسم کی ایمان افروز کتابوں کا مطالعہ کریں۔زیرنظر رسالہ جامع اور

مختصر رسالہ مسئلہ حاضر وناظر میں شمع رسالت کے پروانوں کے لیے
مژدہ جانفزا ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت جل شانہ
حضرت العلامہ استاذی المکرّم الحاج مفتی محمد امین (زادہ اللہ شرفاً)
کو زیادہ سے زیادہ مذہب حق اہلسنت وجماعت کی خدمت کی
توفیق انیق عطا فرمائے اور ان کی اس سعی میں برکت فرمائے اور ہم
سب کیلئے اس سرچشمہ فیض کو جاری رکھے اور ہر مسلمان کو حضور
سرور کائنات مفخر موجودات ﷺ کی سچی محبت وغلامی نصیب
فرمائے اور آپ کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے اور اس بندہ ناچیز
کو ان چند سطور کے ذریعہ شمولیت کرنے سے بطفیل اپنے
حبیب ﷺ سعادت دارین نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

حررہ طالب الدعاء

ابو الضیاء فقیر غلام محمد غفرلہ
آستانہ عالیہ فتحیہ نقشبندیہ بھور شریف
تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی

(۱۸)

تاثرات پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (پی ایچ ڈی)

کراچی یونیورسٹی

عصر حاضر کے صاحب قلم مفکر اسلام ممتاز عالم دین اور فقیہ عصر
حصرت مولانا مفتی محمد امین صاحب نے حضور نبی کریم ﷺ کی
صفت ''شاہد'' پر ایک کتاب بعنوان ''حاضر وناظر رسول ﷺ''
قلمبند فرمائی ہے جس میں آپ نے ۷ فصلیں قائم کی ہیں اور
اسلاف کے قواعد وضوابط کے مطابق عقل اور نقلی دلائل کے
ذریعے صفت شاہد کو کھول کر بیان فرمایا ہے۔ ساتھ ہی صفت شاہد
کے وسیع معنوں سے نابلد افراد کو سمجھانے کی بھرپور سعی فرمائی
ہے۔ آپ نے مشاہدات میں دور حاضر کے بھی کئی واقعات شامل
کئے ہیں۔ آپ نے ان حضرات کا تعاقب بھی کیا ہے جو صرف
لغت کا آئینہ استعمال کرتے اور وہ بھی ایسا دھندلا کہ جس میں اپنا

چہرہ بھی صاف نظر نہ آئے تو اس میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف کیسے نظر آئیں گے۔ آخر میں مصنف نے چند نصیحتیں بھی فرمائی ہیں۔

دعا ہے مولائے قدیر اس سعی کو قبول فرمائے اور قبلہ مفتی صاحب کو اہلسنت کی مزید خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔

فہرست مضامین

---☆☆☆---

10 ایکڑ (80) کنال پر مشتمل اسلامک یونیورسٹی

جسمیں

شریک ہونیوالے طلبا، انشاءاللہ • عربی گفتگو • عربی خطوط نویسی

عربی سے اردو، اردو سے عربی، عربی مضامین نویسی اور عربی میں خطاب کرنیکی صلاحیتوں سے آراستہ ہونگے